حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسکراہٹیں مبارک پر خوبصورت کتاب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی مسکراہٹیں

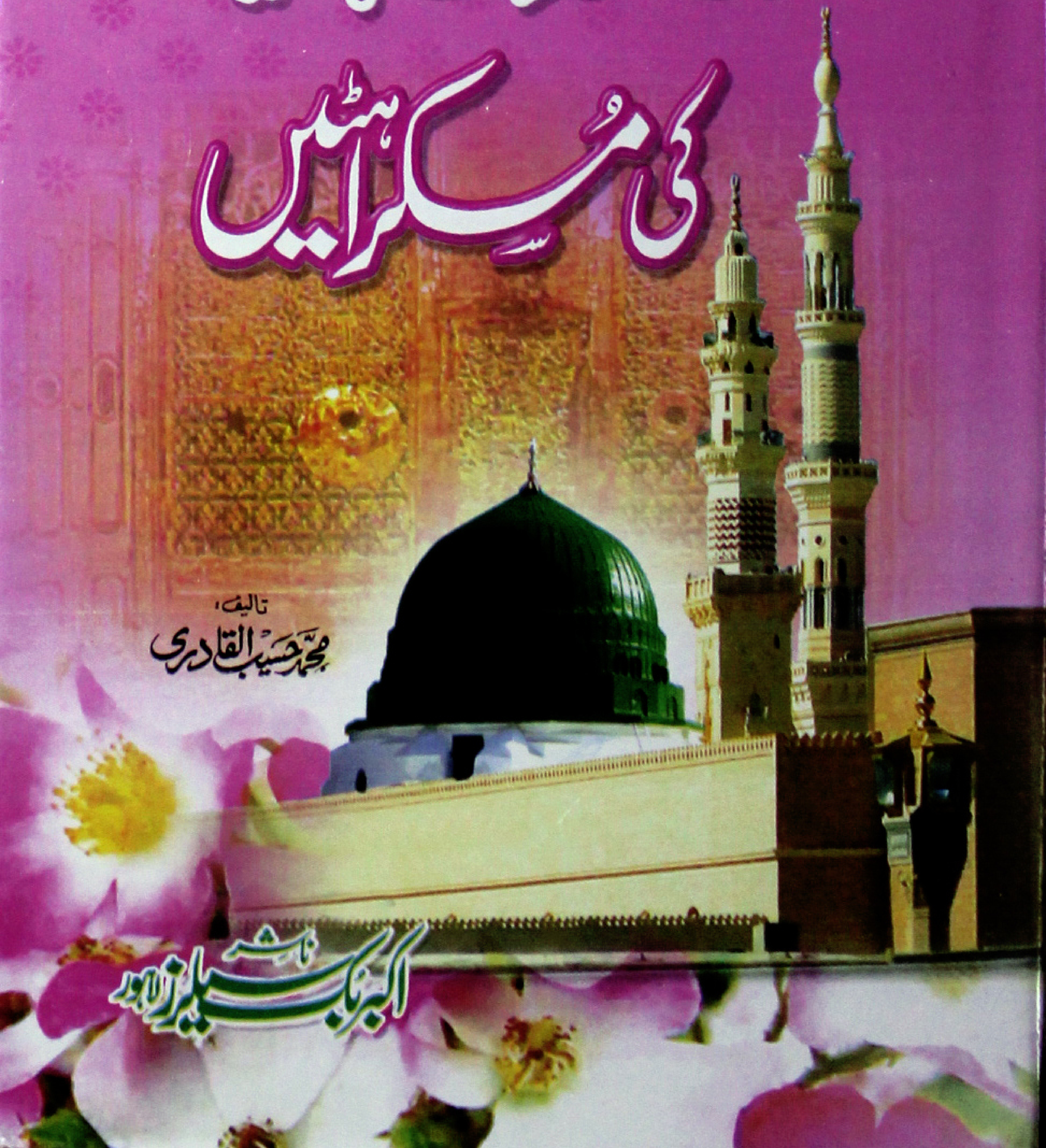

تالیف

محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسکراہٹیں مبارک پر خوبصورت کتاب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسکراہٹیں

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	حضور نبی کریم ﷺ کی مسکراہٹیں
مصنف:	محمد حسیب القادری
پبلشرز:	اکبر بک سیلرز
تعداد:	600
قیمت:	-/120 روپے

ملنے کا پتہ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042-7352022
Mob: 0300-4477371

انتساب

حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ

طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نام

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر
ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
حرفِ آغاز	9
حمد باری تعالیٰ	11
نعت رسولِ مقبول ﷺ	13
بیان حقوق العباد	15
مختصر بیان سیرتِ رسول اللہ ﷺ	25
حضور نبی کریم ﷺ کے خصائل کا بیان	48
حضور نبی کریم ﷺ کا مسکرانا کیسا تھا؟	55
حضور نبی کریم ﷺ کا بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا	57
ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مزاح فرمانا	58
اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے	68
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی	69
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا اعلان	71
ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا	73
اسے امان دی ہے	75
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر مسکرا دیے	77
اونٹنی کا تاوان	78

بوڑھی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی	80
اجر خرید و فروخت کے بہانے مل گیا	81
اللہ عزوجل کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں	83
اللہ عزوجل کے نزدیک تیری بڑی قیمت ہے	85
اونٹنی کا بچہ	86
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے مزاح کرنا	87
میں تو آزاد ہوں	89
تم سارے اندر آجاؤ	91
تمہاری آنکھیں دکھتی ہیں اور تم میٹھا کھا رہے ہو	92
تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے	93
دھوکے باز	94
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز ادا کرتے دیکھ کر مسکرانا	95
جذبہ عقیدت	97
منافق عبداللہ ابن ابی سلول کی نمازِ جنازہ	98
ابو عمیر (رضی اللہ عنہ) تم رنجیدہ ہو	99
سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟	100
تم گھر والے اسے کھالو	101
ہنستے ہوئے بیدار ہوئے	102
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	103
حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ	104
حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ	105
یوم خندق حضور نبی کریم ﷺ کا مسکرانا	106

ابو حنظلہ (رضی اللہ عنہ) کیا تم ایسی بات کہتے ہو؟	107
جس طرح دلہن اپنے دامن کو کھینچتی ہے	108
رکانہ پہلوان	109
یزید بن رکانہ	111
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	113
خواب کی تصدیق	116
کیا اللہ عزوجل تبسم فرماتا ہے؟	117
تمہاری بھلائی کے لئے حجت پیش کر رہا تھا	118
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہنا	119
حضرت نوفل اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر خوش ہو گئے	121
حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو	124
تمہاری تجارت نقصان میں نہیں رہی	125
دندان مبارک میں موجود نور	126
اب ان کے منہ میں زبان نہیں ہے	127
آخری ہجرت	128
یہ شوق اور رغبت سے اسلام لائے	130
حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ	132
قبولیت کی خوشخبری	134
منافقین کے چہروں پر غم کے آثار	137
ایسا ہرگز نہیں ہوگا	138
یہودی عالم	139
حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کو چادر عطا کرتے ہوئے مزاح کرنا	140

حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں	141
نفقہ کا مطالبہ	142
ضرورت پڑے تو اس میں سے نکال کر استعمال کرلو	143
ریش مبارک کے بال	144
سب کچھ مسلمانوں کو غنیمت میں ملے گا	145
دونوں باپ بیٹا ہونے چاہئیں	146
درازیٔ عمر کی دعا	147
تین مرتبہ بیعت کی سعادت	148
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسلام قبول کرنا	151
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت کی خوشی	152
صبح مسکراتے ہوئے فرمائی	153
حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ کو دعا دینا	154
مطلع صاف ہوگیا	155
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسکرانا	156
سستی اور کاہلی سے بچنے کی دعا	159
کتابیات	160

* * *

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے بابرکت نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل، ازواج وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار درود وسلام۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ عزوجل نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے جس دین کی تبلیغ کی اس کا خاصہ ہے کہ یہ ہمیں صبر وتحمل، ایثار وقربانی، جود وسخا، عزت و توقیر، دیانت وامانت، عجز وانکساری اور نرمی وشفقت کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دین اسلام کی تبلیغ میں جو تکالیف برداشت کیں وہ قلم اور زبان کے بیان سے باہر ہیں۔ آپ ﷺ نے دین اسلام کی تبلیغ میں جو مصائب برداشت کیے ان کا احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اوصاف وکمالات کو بیان کرنا کم از کم اس عاجز کے بس کی بات نہیں ہے۔ جس کی تعریف اللہ عزوجل خود کرتا ہو اور جس پر درود وسلام اللہ عزوجل کی ذات خود بھیجتی ہو اس کی تعریف اور اس پر درود بھیجنا جیسا کے بھیجنے کا حق ہے وہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناء خواں کو خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

حضور نبی کریم ﷺ نے دین حق کی تبلیغ میں کبھی حق بات کہنے میں کوئی جھجک کا مظاہرہ نہیں کیا اور خوشی ہو یا غمی ہمیشہ حق بات کہی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں حق بات کے علاوہ کوئی بات نہیں کہتا یعنی میں مذاق میں بھی حق بات ہی کہتا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی محفل اگرچہ سنجیدگی اور متانت سے بھرپور ہوتی تھی اور اپنے اندر علم کا سمندر لئے ہوئے ہوتی تھی لیکن آپ ﷺ اپنی خوش طبعی کی وجہ سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی مقبول تھے اور آپ ایک بے تکلف دوست کی طرح ان کے ساتھ تعلقات رکھے ہوئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کرنا چاہتے تو بے جھجک دریافت کرلیتے تھے۔

زیرنظر کتاب ''حضور نبی کریم ﷺ کی مسکراہٹیں'' کی ترتیب کا مقصد یہی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے ان پہلوؤں پر جن میں آپ ﷺ کسی وجہ سے مسکرائے لوگوں کے سامنے لائیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی اور ان کی تعلیمات پر صدقِ دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت بروزِ محشر ہمیں عطا فرمائے۔ آمین

محمد حبیب القادری

حمد باری تعالیٰ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

* * *

نعت رسولِ مقبول ﷺ

محبوب ربِ اکبر تشریف لا رہے ہیں
آج انبیاء کے سرور تشریف لا رہے ہیں

کیوں ہے فضا معطر کیوں روشنی ہے گھر گھر
اچھا! حبیب داور تشریف لا رہے ہیں

حوریں لگیں ترانے نعتوں کے گنگنانے
حور و ملک کے افسر تشریف لا رہے ہیں

جو شاہ بحر و بر ہیں نبیوں کے تاجور ہیں
وہ آمنہ ترے گھر تشریف لا رہے ہیں

اے بے کسو مبارک اے بے بسو مبارک
اب غمزدوں کے یاور تشریف لا رہے ہیں

رحمت برس رہی ہے ہر سمت روشنی ہے
دیکھو مہ منور تشریف لا رہے ہیں

تیری حلیمہ دائی تقدیر مسکرائی
محبوبِ حق تیرے گھر تشریف لا رہے ہیں

امت کے ناز اٹھانے امت کو بخشوانے
اللہ کے پیمبر تشریف لا رہے ہیں

وقت ولادت آیا ہے شور مرحبا کا
آج آمنہ کے دلبر تشریف لا رہے ہیں

تعظیم کے لئے اب اے مومنو اٹھو سب
آرامِ جان مضطر تشریف لا رہے ہیں

عطارؔ اب خوشی سے پھولے نہیں سماتے
آج ان کے میٹھے دلبر تشریف لا رہے ہیں

* * *

بیان حقوق العباد

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ عزوجل کے حقوق کے ساتھ ہے جیسے کہ زنا اور شراب پینا اور سرور اور علاہی کا سننا اور غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا اور بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت افسوس اور بارگاہ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا تو توبہ میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں پر مظالم اور ان کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کیے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں اور اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال کے برابر صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی، فقراء ومساکین پر صدقہ خیرات کر دے۔

حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق۔ حقوق العباد کی تشریح عام الفاظ میں یہی کی جا سکتی ہے کہ وہ حقوق جو آپ سے وابستہ لوگوں کے متعلق آپ پر واجب ہیں۔ ان لوگوں میں آپ کے والدین، آپ کے عزیز واقارب، آپ کے ہمسائے اور آپ کے میل جول والے وہ تمام لوگ شامل ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح آپ کا واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ میں شرک کے علاوہ اپنے تمام گناہ معاف کر دوں گا مگر حقوق العباد میں کوتاہی کرنے والے کو معافی وہی دے سکے گا جس کے حق میں اس نے

کوتاہی برتی ہوگی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ ہے۔

حقوق العباد یہ ہیں کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرو، جب کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دو، جو تمہیں کوئی بلائے تو اس کی بات سنو، بیمار کی عیادت کرو، ہمسائے کی ضروریات کا خیال رکھو، کوئی مرجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو، کسی کی غیبت نہ کرو، جو اپنے لئے پسند ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کرو، اپنے رفقاء کو اچھی باتوں کی نصیحت کرو اور اس کے علاوہ وہ تمام امور جن میں دوسروں کی بھلائی ہو انہیں اختیار کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی جانب تیز نگاہ سے دیکھے یعنی غصہ سے دیکھے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی اختیار کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پندرہویں شعبان کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس رات اللہ عزوجل بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کردیتا ہے لیکن مشرک کی جانب کوئی نظر نہیں کرتا، نہ ہی کینہ پروروں کی جانب کوئی نظر کرتا ہے، نہ ہی اس کی نظر قطع رحمی کے مرتکب کی جانب ہوتی ہے، نہ ہی اس کی نظر اس کی جانب ہوتی ہے جو کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے اور نہ ہی والدین کے نافرمان کی جانب اس کی نظر جاتی ہے اور نہ ہی عادی شراب نوش کی جانب اس کی نظر جاتی ہے یعنی یہ سب اس کی رحمت سے محروم رہتے ہیں۔

بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراوانی ہو، اس کی عمر لمبی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

حقوق العباد میں سب سے اول حق والدین کا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ان کی خدمت کو اپنا شعار بنانے کا درس دیا ہے۔ بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز ادا کرنا۔ پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ کرنا۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو اور یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کس کی ناک خاک آلود ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے والدین میں سے دونوں یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے۔

بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ میرے سلوک کا بہترین حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں۔ اس نے دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں۔ جب اس نے تیسری مرتبہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ۔

ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا عمل بھی ہے جو ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے لئے کیا جا سکا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کرنا اور جو وصیت انہوں نے کی اس پر عمل کرنا۔ ان کے تعلق سے جو رشتہ داری ہو اس رشتہ داری کو قائم رکھنا اور ان کے میل جول والوں کا احترام کرنا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے والدین میں سے دونوں یا ایک کا نافرمان رہا اور پھر ان میں سے دونوں کا

یہ ایک کا انتقال ہو گیا تو اسے چاہئے کہ وہ ان کے حق میں دعائے خیر کرتا رہے اور اللہ عزوجل سے ان کے لئے مغفرت طلب کرتا رہے۔

حاکم کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنا دامن عورتوں سے پاک رکھو تمہاری عورتیں بھی اپنا دامن پاک رکھیں گے۔ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ بہترین سلوک کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے گی۔ تمہارے پاس تمہارا بھائی تعلق قائم کرنے آئے تو تم اس کی دعوت کو قبول کرو خواہ وہ حق پر ہو یا نہ ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم ہرگز حوضِ کوثر پر نہیں آؤ گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے اپنی صبح اس حالت میں کی کہ اس کے والدین اس سے راضی تھے تو اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر وہ اسی حالت میں شام کرتا ہے تو اتنا ہی ثواب اسے مزید ملتا ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کو راضی رکھتا ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے خواہ وہ دونوں اس کے ساتھ ظلم ہی کیوں نہ کرتے ہوں اور جس نے اپنی صبح ایسی کی کہ اس کے والدین اس سے ناراض تھے تو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور جو شام تک اسی حالت میں رہتا ہے اس کی سزا میں اضافہ رہتا ہے اور اگر والدین میں سے کوئی ایک ناراض ہو تو جہنم کا ایک دروازہ کھلتا ہے خواہ وہ دونوں اس کے ساتھ ظلم ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ عزوجل نے جنت کو حرام کر دیا ہے اور ان میں سے ایک والدین کا نافرمان بھی ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی رضا والدین کی رضا میں پوشیدہ ہے اور اللہ عزوجل کا غصہ والدین کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو نیک اولاد اپنے والدین پر محبت بھری نگاہ ڈالتی ہے تو اس کو اللہ عزوجل ایک

مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی دن میں سو مرتبہ اپنے والدین کو محبت سے دیکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے سو مقبول حج کا ثواب ملے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے والدین کو میرے مال کی ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے والدین کے لئے ہیں بے شک تمہاری اولاد تمہاری نیک کمائی ہے اس لئے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والدین پر لعنت بھیجنا گناہ کبیرہ ہے۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ! کوئی اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت بھیج سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی کے ماں باپ کو برا بھلا کہو گے تو وہ بھی تمہارے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا۔

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنی اولاد کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کویم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے ماسوائے تین چیزوں کے۔ اول صدقہ جاریہ دوم وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہا اور سوم وہ نیک اور صالح اولاد جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہی۔

مشکوۃ شریف کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہی ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں پاس پاس ہوں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں اور پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے والے کو اس حال میں قبر سے اٹھایا جائے گا کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اپنے حسب ونسب کے متعلق اتنا علم ہونا ضروری ہے کہ تم اس کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرسکو مثلاً اپنے باپ' دادا' ماؤں اور بڑوں کی اولادوں کو پہچان سکو اور اپنے رشتہ داروں سے بہترین سلوک روا رکھنے والے کے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس کی عمر میں اللہ عزوجل اضافہ فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں اگر وہ کسی کے پاس ہوئیں تو اسے حساب میں آسانی رہے گی اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ! وہ تین باتیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اول جو تمہیں محروم کرے تم اسے عطا کرو' دوم جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے تعلق جوڑو اور سوم جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے ہمسائے کے لئے بھی وہی بھلائی طلب نہ کرے جس کا طلبگار وہ خود ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہمسائے کے حقوق کے متعلق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اتنی وصیت کی کہ میں سمجھا کہ کہیں اسے وارث ہی قرار نہ دے دیا جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ برکت اور نحوست عورت' مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔ عورت میں برکت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہوتا کہ نکاح کرنا آسان ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو اور اس سے نکاح کرنا مشکل ہو اور وہ بداخلاق ہو۔ مکان کی برکت یہ ہے کہ اس کا پڑوسی اچھا ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ اس کا پڑوسی برا ہو جبکہ گھوڑے کی برکت یہ ہے کہ وہ قابو میں رہتا ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ وہ بے قابو ہو۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جو دین اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اللہ عزوجل نے اس یہودی کو ہدایت بخشی اور وہ اپنے اہل خانہ سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس یہودی کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کے خاندان نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ خاندان کی جانب سے بائیکاٹ کرنے کی وجہ سے اس کا کاروبار ختم ہو گیا اور وہ نہایت مفلسی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی انتقال فرما گئی۔ چونکہ اس کے خاندان والوں نے اس کا بائیکاٹ کر رکھا تھا اس لئے اس کے گھر میں اس کی بیوی کی میت پڑی تھی اور کوئی غسل دینے والا نہ تھا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جب علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا اپنی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اس کے گھر گئیں اور حق ہمسائیگی ادا کرتے ہوئے اس کی بیوی کو غسل دے کر کفن پہنایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی کہ میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ مجھے گالیاں نکالتا ہے اور مجھے تنگ کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رمایا کہ تم جاؤ اگر وہ تمہارے بارے میں اللہ عزوجل کا نافرمان ہے تو تم اس کے بارے میں اللہ عزوجل کی اطاعت کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے اور مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ہرگز اس پر رحم نہیں کرتا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کے لئے جاؤ تو اسے زندہ رہنے کی خوشخبری سناؤ اگرچہ تمہارے کہنے سے کسی کی زندگی دراز نہیں ہو جاتی مگر اس سے مریض کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

بادشاہ زمین پر اللہ عزوجل کا سایہ ہوتا ہے اللہ عزوجل کے مظلوم بندے اس کی پناہ میں ہوتے ہیں اور اگر وہ انصاف سے کام لے تو اس کو ثواب دیا جائے گا اور رعایا پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظالم ہے تو وہ اللہ عزوجل کی امانت میں خیانت کرے گا اور پھر رعایا کو صبر کرنا لازم ہوگا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ملک شام کے ایک بزرگ جن کا لقب اللہ کا دوست تھا آبادی سے نکل کر بیابانوں میں آباد ہوگئے اور اللہ عزوجل کی عبادت اور اس کی یاد کے سوا ان کا کوئی کام نہ تھا۔ ان کی دنیا سے یہ بے رغبتی ان کی مقبولیت کا باعث بن گئی اور لوگ دور دور سے ان کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے لئے دعا کرواتے تھے۔ اللہ عزوجل کا یہ نیک بندہ جس علاقے میں رہتا تھا وہاں کا جاگیردار بڑا ظالم اور سنگدل تھا۔ وہ جاگیردار ہر کسی کا حق مارتا اور غریبوں پر ظلم وستم کیا کرتا تھا۔ اس جاگیردار سے ہر کوئی نالاں تھا۔ ایک دن اس جاگیردار کے دل میں نہ جانے کیا آئی وہ بھی ان بزرگ کی زیارت کے لئے چلا گیا۔ اللہ عزوجل کے اس نیک بندے کا برتاؤ ہر ایک ساتھ نہایت نرم ہوتا تھا مگر جب وہ جاگیردار آیا تو ان بزرگ نے نفرت سے اپنا منہ پھیر لیا۔ اس جاگیردار نے جب ان بزرگ کا یہ رویہ دیکھا تو کہنے لگا کہ آپ نے میری جانب نظر نہیں کی۔ کیا میں اس سلوک کا مستحق نہیں ہوں جو آپ دیگر لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں؟ ان بزرگ نے جب اس جاگیردار کی بات سنی تو کہا کہ تو اس حسن سلوک کا مستحق کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ تو اللہ عزوجل کی مخلوق پر ظلم کرتا ہے اور ان کا حق مارتا ہے۔

بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے غلام اور لونڈی تمہارے بھائی ہیں اللہ عزوجل نے انہیں تمہارے قبضہ قدرت میں دے رکھا ہے پس تمہیں چاہئے کہ تم ان کو وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں وہی لباس پہننے کے لئے دو جو تم خود پہنتے ہو اور ان پر کام کا اتنا ہی بوجھ لادا کرو جس کو وہ اٹھا سکیں اور اگر وہ کوئی کام خود نہ کرسکتے ہوں تو ان کی مدد کرو۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں انصاف سے کام لیا اور آپ ﷺ فرماتے کہ اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے ان پر جو میری ملکیت ہے پس تو مجھے اس پر ملامت نہ کرنا جو خالص تیرے قبضہ میں ہے اور میرے قبضہ میں نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی کو مل جائیں تو اسے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اول شکر کرنے والا دل، دوم ہر حال میں اللہ عزوجل کا ذکر کرنے والی زبان، سوم بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم اور چہارم وہ عورت جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت پر اس کا سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور اس کے شوہر پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے شوہر کو دیکھے خوش ہو جائے اور اگر شوہر اسے کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت پانچ وقت نماز ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے تو وہ جنت میں جائے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی مجازی کو سجدے کا حکم دیتا تو یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کی بداخلاقی پر صبر کرے گا تو اللہ عزوجل اسے اتنا ہی اجر عطا فرمائے گا جتنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے صبر پر عطا

فرمایا تھا اور جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے گی تو اسے اتنا ہی اجر عطا فرمائے گا جتنا کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جو کہ فرعون کی زوجہ تھیں انہیں ملا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں انصاف اور برابری کا سلوک نہ کرتے ہو تو وہ روزِ محشر یوں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے اور پھر دونوں دو رکعت نماز پڑھیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت رکھتے تھے اور یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا چنانچہ لوگ قصداً ہدیے اور تحفے بھیجتے تھے۔ جس روز ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کی باری ہوتی اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس کا ملال ہوتا لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ بالآخر سب نے مل کر حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آمادہ کر لیا وہ پیغام لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹی! جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے اتنا ہی کافی تھا وہ واپس چلی آئیں۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے پھر بھیجنا چاہا مگر وہ راضی نہ ہوئیں۔ آخر سب نے ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت سنجیدہ اور متین بی بی تھیں اس لئے موقع پا کر متانت اور سنجیدگی کے ساتھ درخواست پیش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! مجھ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے معاملے میں دق نہ کرو کیونکہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

* * *

مختصر بیان سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لذتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

حضور نبی کریم ﷺ ۱۲ ربیع الاول واقعہ فیل کے قریباً دو ماہ بعد ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام حضرت سیّد عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیّد عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا وصال آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل اس وقت ہوا جب وہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے۔ سفر سے واپسی پر آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں اپنے ننھیال بنو عدی بن نجار میں قیام پذیر ہوئے اور کچھ دن بیمار رہنے کے بعد وصال فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی تمام ذمہ داری آپ ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب کے کندھوں پر آن پڑی اور انہوں نے یہ ذمہ داری نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے چچا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی حضرت ثوبیہ کا دودھ تناول فرمایا۔ پھر آپ ﷺ اپنی والدہ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ تناول فرماتے رہے۔ بعد ازاں آپ ﷺ کو حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جو آپ ﷺ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں اور دودھ پلاتی رہیں۔ اس وقت عرب میں یہ رواج عام تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے اردگرد کے دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچہ وہاں کی آب و ہوا میں صحیح طریقہ سے نشوونما پائے۔ بچہ کی جسمانی صحت

اچھی ہو اور وہ اپنی مادری زبان میں فصاحت و بلاغت حاصل کرے۔

حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بنو سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پلانے کے لئے بچے کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچی۔ اس وقت میری گود میں ایک بچہ تھا مگر فاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دودھ نہ تھا کہ جو میں اس کو پلا سکتی۔ وہ بچہ رات بھر بھوک سے تڑپتا رہتا اور ہم میاں بیوی اس کی دلجوئی کرتے رہتے۔ ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی مگر اس اونٹنی کے تھنوں میں بھی دودھ نہ تھا۔ میں مکہ مکرمہ جس خچر پر سوار ہو کر آئی وہ اس قدر لاغر تھا کہ میرے قافلے والے مجھ سے تنگ آ گئے تھے۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو میرے ساتھ آنے والی دوسری عورتوں نے معزز اور امیر گھرانوں کے بچے گود لے لئے اور میرے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی نہ بچا۔ آپ ﷺ چونکہ یتیم تھے اس لئے کوئی بھی آپ ﷺ کو لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں خالی ہاتھ جانا نہیں چاہتی میں اس یتیم بچے کو ہی لے کر جاؤں گی۔ میرے شوہر نے میری بات مان لی اور ہم حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے گاؤں روانہ ہوئے۔ میری سوئی ہوئی قسمت جاگ پڑی اور جب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے لگی تو میری چھاتیوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پھر میرے بیٹے نے بھی شکم سیر ہو کر دودھ پیا۔ میں نے جب اپنی اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھر چکے تھے۔ میرے شوہر نے اس کا دودھ دوہا اور ہم دونوں میاں بیوی نے وہ دودھ سیر ہو کر پیا۔ میرے شوہر نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی یہ برکتیں دیکھیں تو کہنے لگا کہ اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! تم بڑا نیک بچہ لائی ہو یہ بڑی قسمت والا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جس لاغر خچر پر مکہ مکرمہ آئی تھی واپسی پر وہی خچر دوسرے جانوروں سے تیز چلنے لگا اور قافلے کی دیگر عورتیں مجھ سے کہنے لگیں: اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! یہ وہی خچر ہے جس پر تم آئی تھیں؟ جب ہم گھر پہنچے تو چراگاہ میں موجود میری تمام بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے اور تمام قبیلہ والے میری اس خوش قسمتی پر حیران ہو رہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب چلنے پھرنے لگے تو آپ ﷺ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریوں کو چرانے کی غرض سے لے جاتے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ چراگاہ میں بکریاں چرانے لے کر گئے تو ملائکہ کا نزول ہوا انہوں نے آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا اور دل میں نور بھر کر چلے گئے۔ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہانپتے ہوئے گھر لوٹے اور شور مچا دیا کہ محمد (ﷺ) کا سینہ تین لوگوں نے چاک کر دیا۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھاگے ہوئے چراگاہ میں پہنچے تو آپ ﷺ چراگاہ میں صحیح سلامت موجود تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے ماجرا دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص سفید لباس میں ملبوس آئے اور انہوں نے مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا اور پھر کوئی شے میرے سینے میں ڈال دی۔ پھر میرے سینے کو سی کر چلے گئے اور مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نے جب سنا تو ڈر گئے اور ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کو جتنا جلد ہو سکے واپس گھر والوں کے پاس چھوڑ آئیں۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب آپ ﷺ کو لے کر حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچیں تو انہوں نے اتنی جلد واپسی پر حیرانگی کا اظہار کیا۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے سینہ چاک ہونے کا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے بیٹے پر کوئی سایہ نہیں ہے اور یہ میرے بیٹے کی شان ہے۔ پھر حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو مطمئن کر کے بھیج دیا اور اپنے نورِ نظر کی پرورش خود کرنے لگیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ اپنے شوہر حضرت سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر گئیں۔ اس سفر میں حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ والدہ کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔ حضرت

سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابواء کے مقام پر ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس پہنچیں اور آپ ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کی پرورش میں کوئی کمی نہ آنے دی اور اپنے لاڈلے بیٹے حضرت سیدعبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس فرزند کو سینے سے لگائے رکھا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بھی وصال فرما گئے۔

حضرت عبدالمطلب کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے سنبھال لی۔ حضرت ابوطالب، آپ ﷺ کو خود سے جدا نہ کرتے تھے اور اپنے ساتھ ہی سلاتے تھے۔ حضرت ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے جوانی تک کبھی محمد (ﷺ) کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے کبھی کسی کو نقصان پہنچایا۔ آپ ﷺ ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ خواہ دوست ہو یا دشمن خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو حضرت ابوطالب آپ ﷺ کو اپنے ساتھ تجارتی سفر میں ملک شام لے گئے۔ جب یہ قافلہ بصرہ پہنچا تو وہاں ایک عیسائی راہب بحیرا نے حضور نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا۔ اس نے تمام قافلہ والوں کی دعوت کی اور حضرت ابوطالب سے کہنے لگا کہ آپ کا بھتیجا دونوں جہانوں کا سردار ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ انہیں لے کر واپس چلے جائیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہودی انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ حضرت ابوطالب نے جب بحیرا راہب کی بات سنی تو مزید سفر کا ارادہ ترک کر کے مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن سے آپ ﷺ کی چار بیٹیاں اور دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ ﷺ کے بیٹے کم سنی میں ہی وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کی گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ اس سال شدید بارشیں ہوئیں جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا اور وہ منہدم ہو گئی۔ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی جو عمارت تعمیر کی تھی وہ بہت پرانی ہو چکی تھی۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد اس کی مرمت کا کام وقتاً فوقتاً ہوتا رہا تھا مگر عمارت دوبارہ تعمیر نہ ہوئی تھی۔ اب جب کہ یہ عمارت منہدم ہوئی تو فیصلہ کیا گیا کہ ایک مضبوط عمارت تعمیر کی جائے جس کا دروازہ اور چھت بلند ہو۔ قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا کام شروع کیا اور اس تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی حصہ لیا۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کی عمارت کے لئے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر میں چونکہ قریش کے مختلف قبیلے حصہ لے رہے تھے اس لئے جب حجر اسود کی تنصیب کا وقت آیا تو تمام قبائل میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہر کوئی چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو۔ یہ جھگڑا اس حد تک جہاں پہنچا کہ تلواریں میان سے نکل آئیں۔ اس دوران ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کی کہ جو شخص کل سب سے پہلے حرم پاک میں داخل ہوگا اس کا فیصلہ سب تسلیم کریں گے۔ تمام قبائل نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اگلے دن صبح سب سے پہلے حرم پاک میں حضور نبی کریم ﷺ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی تمام قبائل پکار اٹھے کہ اللہ کی قسم! یہ امین ہے۔ ہم ان کے فیصلے پر مطمئن ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھائی اور تمام قبائل کے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس چادر کے ایک ایک کونے کو تھام لیں۔ جب حجر اسود اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے اس کے مقام پر نصب کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نوجوانی سے اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع جبل حرا کی ایک غار میں جانے لگے جو تاریخ میں غار حرا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ کئی کئی دن اس غار میں تنہا رہتے اور عبادت

الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دوران کھانے پینے کی اشیاء آپ ﷺ تک اس غار میں پہنچاتی تھیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر فوراً ظاہر ہو جاتی تھی۔ غارِ حرا میں عبادت کے انہی دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

ابتداء میں حضور نبی کریم ﷺ نے خفیہ طور پر دعوتِ تبلیغ شروع فرمائی۔ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ان کے علاوہ آپ ﷺ کی بچیوں نے دین اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے دوست حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی وساطت سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے علاوہ چند اور لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلانیہ دعوت دیتے ہوئے قریش کو کوہ صفا سے پکارا: اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر قریش غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کے واپس جانے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کی تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوت دو۔ چنانچہ ایک دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں بنی عبدالمطلب کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں حضرت

عبدالمطلب کے تمام بیٹے حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ' حضرت ابوطالب اور ابولہب وغیرہ نے شرکت کی۔ اس دعوت میں چالیس کے قریب افراد شریک ہوئے۔ پہلے دن ابولہب کی گفتگو کی وجہ سے آپ ﷺ کو بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر ان کی دعوت کی اور کھانے کے بعد فرمایا کہ میں تم سب کے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا اور میرا مددگار بنے گا؟ اس موقع پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی آواز بلند نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور کمزور ہوں لیکن میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا اور آپ ﷺ کا محافظ بنوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیا اور ایک مرتبہ پھر دیگر حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ اس مرتبہ بھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں بٹھا دیا۔ جب تیسری مرتبہ کی دعوت پر بھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے وارث اور بھائی ہو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کم سنی اور ان کی جسمانی کمزوری کا ابولہب نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعلانیہ دعوت دی تو قریش نے انکار کیا اور آپ ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور حتی الامکان آپ ﷺ کو قریش اور مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے بچائے رکھا۔ بعدازاں آپ ﷺ کو اپنے اہل و عیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔

١٠ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب وصال فرما گئے اور ان کے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں جس کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا گیا۔

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے جانثاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے بھی دشمن بن گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بھی طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ مشرکین مکہ کے ظلم وستم جب حد سے تجاوز کر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے رجب المرجب ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مشرکین مکہ کے مظالم سے بچ سکیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اس جماعت میں سولہ مرد وعورتیں شامل تھیں اور اس جماعت کے سربراہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے جو اپنی اہلیہ دختر حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تھے۔

حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت کی بنیاد رکھی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ ﷺ نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر آپ ﷺ نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ جگہ خرید کر اس میں مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی گئی۔ جگہ کی قیمت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی اور ایثار و سخاوت کی مثال رقم کی۔ مسجد نبوی ﷺ سے متصل ازواج

مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرہ مبارک کی تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کے ساتھ اصحابِ صفہ کا چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ساتھ ہی حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذن منتخب کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی پہلی اذان کہی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام کے ساتھ ہی مدینہ منورہ کے اطراف میں موجودہ یہود قبائل کے ساتھ امن معاہدے کیے جن میں اس بات کو طے کیا گیا کہ کوئی فریق دوسرے کے مذہب کے بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا اور اگر ایک فریق حالت جنگ میں ہوگا تو دوسرا فریق اُس کی مدد کرے گا۔

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں تین سو تیرہ مجاہدین جن میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میدان میں اترے۔ مشرکین کا لشکر ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان میں اترا۔ اسلامی لشکر کے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں تھے۔

غزوۂ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا ان میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مشرکین کے ستر آدمی جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر شہداء کو بدر میں سپردِ خاک کیا گیا اور مشرکین کے ستر آدمی جو جہنم واصل ہوئے تھے انہیں ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔ آپ ﷺ مشرکین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ کیا تم نے اللہ عزوجل کے وعدے کو حق نہ پایا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے اس وعدے کو حق پایا جو اللہ عزوجل نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تم اپنے نبی کے سب سے برے رشتہ دار بنے اور تم نے میرا انکار کیا جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میری سرزمین سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے

میرے ساتھ جنگ کی جبکہ دوسروں نے میری مدد کی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ میں سے ہی واپس لے گیا اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔ غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے والے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ اور حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

ذیقعدہ ۵ھ کو دشمنانِ اسلام کا چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر حملے کے لئے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہر کے گرد ایک خندق کی کھدوائی شروع کی جس کی لمبائی تقریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی تقریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچے کی شکل اختیار کر لی۔

مشرکین کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس روز کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو کہ خود کئی روز کے

اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

یکم ذیقعد ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ کی زیارت باسعادت اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت سیدّنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدّنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے آپ ﷺ لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر لیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان کے دست حق پر بیعت لی کہ جب تک ان کے دم میں دم ہے حضرت سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سیدّنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کر رہا تھا۔ سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم ﷺ سے بات چیت شروع کی اور مذاکرات کی کامیابی کے بعد ایک معاہدہ تحریر

کیا گیا جسے تاریخ میں معاہدہ حدیبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

محرم الحرام ۷ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند وبالا قلعے بھی تعمیر کیے۔ غزوۂ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جانثاروں میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا عہد کیا۔

رمضان المبارک ۸ھ اسلامی تاریخ میں نہایت اہمیت کا حامل مہینہ اور سال جب مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک عظیم الشان لشکر کے ہمراہ داخل ہوئے۔ اس بابرکت شہر سے آپ ﷺ کو آٹھ برس قبل نہایت نامساعد حالات کی وجہ سے ہجرت فرمانا پڑی تھی اور مشرکین مکہ نے اس شہر میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رہنا مشکل بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ اپنے رفیق خاص حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اللہ عزوجل کے بھروسہ پر اس شہر سے نکلے اور مدینہ منورہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ نے دو سال تک حدیبیہ کے معاہدہ کی پاسداری کی مگر بعد میں مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد کرتے ہوئے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے بنی خزاعہ کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کے رؤساء کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے ان کے سامنے تین شرائط پیش کیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

قریش کے روساء نے زعم میں آ کر اعلان کر دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو توڑتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضور نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب لشکر مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔

قریش کے روساء کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ اتنا عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے واپس جا کر قریش کے روساء کو کہا کہ ابھی بھی وقت ہے کہ وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔ قریش کے روساء نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرید فرمائی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ کی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ سوائے ایک جگہ

کچھ مزاحمت کے جہاں چوبیس کفار ہلاک ہوئے اور تین مسلمان شہید ہوئے کہیں کوئی لڑائی نہ ہوئی اور مکہ فتح ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور پھر بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں موجود تین سو ساٹھ بت توڑ دیئے اور ہر بت توڑتے ہوئے یہ فرماتے جاتے: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹ ہی جانے والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو کہ سب سے بلند جگہ نصب تھا اس کو توڑنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھا لو گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔

شوال ۸ ھ میں حنین کے مقام پر حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں دین اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف ابھار رہے تھے۔ ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات و املاک اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو کہ اس وقت

مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو کے پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کوئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پکارا کہ کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد (ﷺ) بن عبداللہ ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی اس پکار کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگے جا رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عباس، حضرت سیّدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

رجب المرجب ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں تیس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مدینہ منورہ سے شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے نوسو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم جنگ کے لئے فراہم کئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! ان کے لئے اللہ اور

اس کا رسول ہی کافی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا علم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار پاپیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ لشکر جب جزیرۂ عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

غزوۂ تبوک سے واپسی پر ۹ ھ میں حضورؐ نبی کریم ﷺ نے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تیار کی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کرتے ہوئے حج کے لئے روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ منیٰ میں حج کے عظیم الشان اجتماع پر یہ اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی بھی مشرک طواف کعبہ نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مشرک کے لئے حج ہوگا۔ امیر الحج کا یہ پہلا عہدہ تھا جو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذمہ ہوا۔ قرآن مجید میں اس حج کو حج اکبر کا نام دیا گیا کیونکہ یہ پہلا حج تھا جو اسلامی طریقہ کے مطابق اور سنت ابراہیمی کے مطابق ادا کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ بیت اللہ شریف میں حج کے موقع پر جہالت کے خاتمے اور دین

اسلام کی روشن تعلیمات کا آغاز کیا جائے۔

فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف علاقوں سے وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنے اپنے قبائل سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یوں بغیر جنگ و جدل کے کچھ ہی عرصہ میں دین اسلام جزیرہ نمائے عرب میں پھیل چکا تھا۔ اسی دوران حج کا موقع آ گیا۔

ذیقعدہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج پر جانے کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر قریباً ایک لاکھ افراد مدینہ منورہ جمع ہو گئے۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۰ھ کو حضور نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے احرام باندھا اور حج کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی زبان پر تکبیر باآوازِ بلند جاری تھی:

> ”ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تمام تعریفیں، نعمتیں اور حکومتیں تیری ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور عمرہ ادا کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ ﷺ نے میدانِ عرفات میں ذیل کا خطبہ دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ”لوگو! زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں تلے ہیں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ اب نہ کسی عربی کو کسی عجمی اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو کسی

گورے پر سوائے تقویٰ کے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ تم اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں پہننے کے لئے وہی دو جو تم خود پہنتے ہو۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ میں زمانہ جاہلیت کے سود کے کاروبار کو بھی ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا حق ان پر ہے۔ تمہاری جان و مال ایک دوسرے پر حرام ہے۔ جس طرح یہ دن اور یہ شہر اور اس دن جب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے تم اگر مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ اللہ نے ہر حق دار کو حق دیا ہے پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہو گا۔ لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی سے نہ پکارا جائے گا اور نہ غلام کو اپنے آقا کے سوا کوئی نسبت ہو گی۔ جو کوئی ایسا کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ عورت کو یہ ہر گز جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ لے اور قرض کی اور مانگی ہوئی چیز کو واپس کیا جائے۔ تحفہ کا بدلہ تحفہ ہے اور ضامن پر تاوان واجب ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے اختتام پر تمام حاضرین سے دریافت فرمایا کہ جب تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب

حاضرین نے بیک وقت کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سننے کے بعد آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین اسلام کے مکمل ہونے اور نعمت کو پورا کرنے کا بیان ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں آپ (ﷺ) سے راضی ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بعد ازاں منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

> ”تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور شہر۔ اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرنا جب تک وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رومت تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھے ملو گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو ہنس پڑیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب شہزادیٔ رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت دیکھی تو وجہ دریافت کی مگر وہ ٹال گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جب ایک مرتبہ پھر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شہزادیٔ رسول اللہ ﷺ سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر سنائی جسے سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل وعیال میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی جسے سن کر میں ہنس پڑی تھی۔

۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک روز ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ میری جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر

(رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو۔ پھر فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود و سلام پڑھتے اور کسی نے آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مہاجرین وانصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرہ مبارک میں آ کے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا اور کہا کہ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو حضور نبی کریم ﷺ کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع کر دیجیے۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور اس کے عوض کوئی قیمت طلب نہ کی۔ مہاجرین وانصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

* * *

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل کا بیان

حضور نبی کریم ﷺ اپنے اخلاق و عادات میں سب سے ممتاز اور شکل و صورت، عادات و اطوار میں بے مثل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رنگت سفید تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک چاندی سے بنایا گیا ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک نرم و نازک تھا اور کوئی ریشمی کپڑا بھی اتنا نازک نہیں ہو گا جتنا آپ ﷺ کا جسم تھا۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے بہتر کوئی دوسری خوشبو نہ تھی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ دمک اٹھتا اور ایسا لگتا کہ جیسے چاند ہو اور ہم اس کیفیت سے پہچان لیتے کہ حضور نبی کریم ﷺ آج خوش ہیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں وہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتی تھیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ دوپہر کے وقت قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے جسم مبارک سے جو پسینہ نکلتا اسے وہ ایک شیشی میں جمع کر لیتی تھیں۔ آپ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو مشک و عنبر سے بڑھ کر تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ مجھے فلاں شیشی میں موجود حضور نبی کریم ﷺ کا پسینہ لگایا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم

مبارک کا سایہ نہ تھا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک پر کبھی کوئی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی کبھی کسی مچھر نے آپ ﷺ کو کاٹا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں کے درمیان موجود مہر نبوت کو دیکھا وہ کبوتر کے انڈے کی مانند سرخ ابھرا ہوا گوشت تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دراز قد نہ تھے بلکہ آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ طویل قامت نہ تھے بلکہ آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ جب چلتے تو معلوم ہوتا کہ شاید کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور آپ ﷺ کی وجاہت میں اضافے کا باعث تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک شانوں تک دراز تھے پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر انہیں اتروا دیا۔ آپ ﷺ بالوں میں تیل لگایا کرتے تھے اور درمیان سے مانگ نکالا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے بال آخر وقت تک سیاہ رہے اور داڑھی مبارک میں صرف چند بال سفید تھے۔ آپ ﷺ نے جب حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بال منڈوائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بطورِ مقدس ان بالوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے بالوں کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔ پھر جب میرے پاس کوئی ایسا مریض آتا ہے جس کا مرض بظاہر لاعلاج ہوتا تو میں شیشی پانی میں ڈبو کر اسے وہ پانی پلا دیتی وہ شفایاب ہو جاتا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی مثل تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جو کوئی ایک مرتبہ دیکھتا تو وہ آپ ﷺ کے رعب سے ڈر جاتا اور جب واقف ہونے کے بعد ملتا تو آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بھنوئیں دراز، باریک اور گھنی تھیں۔ آپ ﷺ کی دونوں بھنوئیں آپس میں قدرے ملی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی اور پلکیں دراز تھیں۔ آپ ﷺ کی ناک دراز اور بلند تھی۔

حضرت ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک کشادہ اور چوڑی تھی۔ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک میں ایک نورانی چمک تھی۔ آپ ﷺ کے رخسار نرم و نازک اور دانت کشادہ و روشن تھے۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو دانتوں سے نور نکلتا تھا۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک معتدل، صراحی دار اور سڈول تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں کو ریشم سے زیادہ نرم و نازک پایا اور ان کی خوشبو کسی بھی دوسری خوشبو سے بڑھ کر تھی۔ آپ ﷺ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو آپ ﷺ کے ہاتھوں کی خوشبو اس کے ہاتھوں میں چلی جاتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نمازِ ظہر ادا کی۔ پھر میں آپ ﷺ کے ہمراہ گھر کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ میں بچے آپ ﷺ کی جانب دوڑتے ہوئے آتے اور آپ ﷺ ان کے سروں پر اپنا دستِ شفقت پھیرتے۔ آپ ﷺ نے اپنا دستِ شفقت میرے رخسار پر بھی لگایا۔ جب آپ ﷺ نے

اپنا دست شفقت میرے رخسار پر لگایا تو میں نے ایک عجیب ٹھنڈک محسوس کی اور آپ ﷺ کے ہاتھوں کی خوشبو ایسی تھی جیسا کسی نے اپنا ہاتھ عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک زیادہ اونچا نہ تھا اور چوڑا تھا۔ سینہ مبارک کے اوپر ناف تک بالوں کی ایک پتلی سی تہہ تھی اور باقی جسم بالوں سے خالی تھا۔ آپ ﷺ کی کلائیوں اور شانوں پر کچھ بال تھے۔ آپ ﷺ کے پاؤں چوڑے اور ان پر گوشت کم تھا۔ آپ ﷺ کی پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف شفاف تھیں اور ان کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان پر پانی ٹھہرتا نہیں تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا آپ ﷺ جب چلتے تو ایسے لگتا کہ زمین آپ ﷺ کے لئے لپیٹ دی گئی ہے۔ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ دوڑتے تھے مگر آپ ﷺ پر سکون انداز میں چلتے رہتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ زیادہ تر سوتی لباس استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اون اور کتان کا لباس بھی استعمال فرمایا ہے۔ آپ ﷺ جبہ، قبا، پیراہن، تہبند، حلہ، چادر، ٹوپی، عمامہ شریف اور موزہ ان سب کو وقتاً فوقتاً زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ سفید، سبز اور سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے کالے رنگ کا عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ یمن کی سوتی چادر کو آپ ﷺ پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کملی کا استعمال بھی اکثر کرتے تھے اور بوقت وصال آپ ﷺ کملی اوڑھے ہوئے تھے۔

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک موٹا کمبل اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ

عزوجل کے نزدیک مومن کی بہترین صفت اس کے لباس کا صاف ستھرا ہونا اور کم پر راضی رہنا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن ناخن تراشتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم چالیس دن گزرنے سے پہلے اپنے ناخنوں اور مونچھوں کو تراشا کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ جب دیگر ممالک کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے مکتوب روانہ کرتے تو ان پر اپنی مہر ثبت کرتے جو کہ چاندی کی ایک انگوٹھی تھی اس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ آنکھوں میں اثمد سرمہ لگایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ نگاہوں کو روشن کرتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو گھوڑے کی سواری بے حد پسند تھی اس کے علاوہ آپ ﷺ نے خچر اور اونٹ پر بھی سواری کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھ کر کھاتا ہوں۔ آپ ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے۔ اگر چاہا تو کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں الحمدللہ کہتے تھے۔ آپ ﷺ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے تھے اور سیدھے ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اہل و عیال کو اکثر دو دن کے بعد کھانے کے لئے جو کی روٹی ملتی تھی اور کئی مرتبہ صرف کھجوروں

سے پیٹ بھر لیا جاتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ جو کی روٹی، سالن میں گوشت، سرکہ، شہد، زیتون، کدو وغیرہ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے بکری، اونٹ، خرگوش، بٹیر اور مچھلی کا گوشت بھی کھایا ہے۔ آپ ﷺ کھجور اور ستوؤں کا بھی استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ دودھ میں پانی ملا کر اور کبھی خالص نوش فرماتے تھے۔ پینے والی اشیاء کو آپ ﷺ تین سانسوں میں پیا کرتے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جب کبھی گرم کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اسے ڈھانک دیتے اور جب تک اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا اسے تناول نہ فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کھانا آئے تو پاؤں سے جوتے اتار دیا کرو کیونکہ جوتے اتارنے سے پاؤں کو سکون ملتا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہاں اگر اسے پکا لیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ چار زانو بیٹھا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ﷺ کرون بغل میں ہاتھ ڈال کر بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جلدی جلدی گفتگو نہ کرتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر بات کرتے۔ آپ ﷺ کا کلام اتنا واضح ہوتا کہ سننے والے کو یاد ہو جاتا تھا۔ جب بھی کوئی خاص بات ہوتی اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے کو یاد ہو جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے دوسرا حصہ مخلوق کے لئے اور تیسرا حصہ اپنی ذات کے لئے وقف تھا۔ آپ ﷺ نمازِ فجر کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور جب سورج بلند ہو جاتا تو عام لوگوں سے ملاقات کرتے۔ اس دوران لوگ اپنے مسائل اور اپنی حاجات آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے۔ آپ ﷺ انہیں احکام کی تعلیم دیتے تھے۔ اکثر اسی وقت میں مالِ غنیمت اور دیگر تحائف تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ جب سورج بلند ہو جاتا تو چاشت کی نماز ادا کرتے پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضرورت کی چیزوں کا بندوبست کرتے۔ نمازِ عصر کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ملاقات فرماتے اور سب کے حجروں میں کچھ دیر قیام کرتے پھر جس کی باری ہوتی اس کے پاس قیام کرتے۔ اس دوران دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن عموماً وہیں جمع ہو جاتیں اور عشاء تک آپ ﷺ ان سے بات چیت فرماتے۔ عشاء کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے مسجد چلے جاتے اور واپس آ کر آرام فرماتے اور عشاء کے بعد بات چیت کو پسند نہ فرماتے تھے۔ سونے سے قبل آپ ﷺ قرآن مجید کی کچھ سورتوں کی تلاوت کرتے اور اوراد و وظائف پڑھتے ہوئے داہنی کروٹ لیٹ کر سو جاتے۔ رات کے آخری پہر میں اٹھتے اور مسواک کرتے پھر وضو کر کے تہجد کی نماز ادا فرماتے۔

* * *

حضور نبی کریم ﷺ کا مسکرانا کیسا تھا؟

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کبھی پورے طریقے سے ہنسے ہوں میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کے حلق کا کوا نظر آتا ہو بلکہ آپ ﷺ صرف مسکرایا کرتے تھے۔

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! حضور نبی کریم ﷺ اپنے مصلے پر جس پر آپ ﷺ نمازِ فجر ادا فرماتے تھے سورج نکلنے تک وہاں بیٹھے رہا کرتے تھے اور جب سورج نکل جاتا تو آپ ﷺ تشریف لے جاتے اور لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ لوگ اپنے زمانہ جاہلیت کے واقعات سناتے اور آپ ﷺ مسکرایا کرتے تھے۔

حضرت حصین بن یزید کلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا بلکہ آپ ﷺ مسکرایا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عا [illegible] یقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم فرمانا تھا۔

حضرت جابر بن عبدا [illegible] وی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ وعظ [illegible] ﷺ کی یہ کیفیت ہوتی کہ میں کہتا کہ آپ ﷺ قوم کو ڈرانے والے ہیں [illegible] نے والا ہے۔ جب آپ ﷺ پر وحی اور وعظ کی حالت ختم ہوتی تو آپ [illegible] گوں سے زیادہ روشن ہوتا اور آپ ﷺ

تمام لوگوں سے زیادہ ہنسنے والے اور تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ ہنس مکھ اور بہترین طبیعت کے مالک تھے۔

حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب اپنی ازواج کے ساتھ تنہائی میں ہوتے تو کیا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ بھی ہماری طرح تھے مگر آپ ﷺ کی طبیعت میں نرمی سب سے زیادہ تھی اور آپ ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے۔

* * *

حضور نبی کریم ﷺ کا بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا

حضور نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ نہایت شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے۔ آپ ﷺ بچوں کو گود میں لے لیتے اور بڑی محبت سے انہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاتے تھے۔ آپ ﷺ بچوں کے گرد جمع ہو جاتے اور اپنے بازو پھیلا کر ان سے فرماتے کہ بھئی جو بچہ سب سے پہلے دوڑ کر مجھے چھوئے گا ہم اس کو فلاں چیز دیں گے۔ بچے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آتے اور آپ ﷺ کے جسم سے لپٹ جاتے اور آپ ﷺ انہیں پیار کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب بھی چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھتے تو خوش ہوتے اور مسکراتے تھے۔ آپ ﷺ بچوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اللہ عزوجل جسے اولاد سے نوازے اسے چاہیے کہ وہ ان سے محبت کرے اور ان کا حق ادا کرے تاکہ وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے۔

* * *

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مزاح فرمانا

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام ’’عائشہ‘‘ کنیت ’’ام عبداللہ‘‘ القابات ’’حمیرا اور صدیقہ‘‘ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار کا نام حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار سال بعد ماہِ شوال میں تولد ہوئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور انہی کی صحبت سے کسب فیض پایا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہا کو کسی بھی بات پر ٹوکنے کی بجائے آرام سے سمجھایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی اپنے والد بزرگوار سے مختلف شرعی و فقہی مسائل دریافت کرتی رہتی تھیں جو چھوٹی سی عمر میں آپ رضی اللہ عنہا کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ آمد کے بعد ہمارا قیام بنو حارث کے محلّہ میں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔ میری والدہ نے مجھے جھولے سے اتارا اور اور میرا منہ ہاتھ دھو کر میرے بالوں میں کنگھی کر کے چوٹی کی۔ پھر مجھے لے کر اس کمرے میں داخل ہوئیں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دیگر انصار و مہاجرین بھی تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ انصار اور مہاجرین اس

کمرے سے باہر چلے گئے پھر میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ یہ تمہارے اہل ہیں اور اللہ تمہیں ان کے لئے بابرکت کرے اور تمہیں ان سے برکت حاصل ہو۔ پھر وہ بھی کمرے سے باہر چلی گئیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کمرہ میں میرے ساتھ خلوتِ خاص فرمائی۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بستر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا جس وقت وصال ہوا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا سر مبارک آپ رضی اللہ عنہا کی ہی گود میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے متعلق تمام شرعی مسائل آپ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمائے جنہیں آپ رضی اللہ عنہا نے دیگر خواتین تک پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں مدفون کیا گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بوقت وصال وصیت فرمائی کہ مجھے جنت البقیع میں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مدفون کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے رمضان المبارک ۵۸ھ کو وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۶۷ برس تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین نے آپ رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام سے تھی جو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی علمی حیثیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ کئی اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کی ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جس آیت کا مطلب سمجھ میں نہ آتا خود حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کر لیتیں چنانچہ صحیح حدیثوں میں متعدد آیتوں کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہا کا سوال مذکور ہے۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو اللہ عزوجل کی جانب سے حکم تھا کہ تمہارے گھروں میں خدا کی جو آیتیں اور حکمت کی جو باتیں پڑھ کر سنائی جاری ہیں ان کو یاد کیا کرو۔ اس حکم کی تعمیل بھی ضروری تھی حضور نبی

کریم ﷺ تہجد کی نماز میں قرآن مجید کی بڑی بڑی سورتیں نہایت غور و فکر اور خشوع و خضوع سے تلاوت فرماتے تھے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان نمازوں میں آپ ﷺ کے پیچھے ہوتی تھیں۔

گھر میں خادمہ موجود تھی لیکن ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں۔ آٹا خود پیستی تھیں، خود گوندھتی تھیں، کھانا خود پکاتی تھیں، بستر اپنے ہاتھ سے بچھاتی تھیں، وضو کا پانی خود لا کر رکھتی تھیں، آپ ﷺ قربانی کے لیے جو اونٹ بھیجتے اس کے لئے خود قلادہ بٹتی تھیں، حضور نبی کریم ﷺ کے سر میں اپنے ہاتھ سے کنگھا کرتی تھیں، جسم مبارک میں عطر مل دیتی تھیں، آپ ﷺ کے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوتی تھیں، سوتے وقت مسواک اور پانی سرہانے رکھتی تھیں، مسواک کو صفائی کی غرض سے دھویا کرتی تھیں، گھر میں آپ ﷺ کا کوئی مہمان آتا تو مہمانی کی خدمت انجام دیتیں۔ حضرت قیس غفاری رضی اللہ عنہ جو اہل صفہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ چلو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر چلو۔ چنانچہ جب ہم حجرہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! ہم لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہا چونی کا پکا ہوا کھانا لائیں۔ آپ ﷺ نے کھانے کی کوئی اور چیز مانگی تو چھوہارے کا حریرہ پیش کیا۔ پھر جب پینے کی چیز مانگی تو ایک بڑے پیالے میں دودھ حاضر کیا اس کے بعد ایک اور چھوٹے پیالے میں پانی لائیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہترین حافظہ کی مالک تھیں۔ بچپن، لڑکپن اور جوانی کی ہر بات آپ رضی اللہ عنہا کو آخری وقت تک یاد تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہونے والے ہر واقعہ کو جانتی تھیں اور انہیں من و عن بیان کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے اسی بہترین حافظہ کی بدولت بے شمار احادیث آپ رضی اللہ عنہا کو زبانی یاد تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بیان کی گئی بات کو اسی طرح بیان کرتی تھیں جس طرح آپ رضی اللہ عنہا نے اسے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عبادتِ الٰہی میں اکثر مصروف رہتیں چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئے اور مجھ کو منع کرے تو میں باز نہ آؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر نمازِ تہجد ادا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی تہجد کی اس قدر پابندی کرتی تھیں کہ اگر اتفاق سے آنکھ لگ جاتی اور وقت پر نہ اٹھ سکتیں تو صبح اٹھ کر نماز فجر سے پہلے تہجد ادا کر لیتیں۔ ایک مرتبہ اسی موقع پر آپ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے قاسم (رضی اللہ عنہ) پہنچ گئے تو انہوں نے دریافت کیا کہ پھوپھی جان یہ کیسی نماز ہے؟ فرمایا کہ میں رات کو نہیں پڑھ سکی اور اب اس کو چھوڑ نہیں سکتی ہوں۔ رمضان المبارک میں تراویح کا خاص اہتمام کیا کرتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ روزانہ رات کو جب حضور نبی کریم ﷺ بستر پر تشریف لاتے تو سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ان میں اس طرح پھونک مارتے تھے کہ کچھ تھوک بھی پھونک کے ساتھ نکل جاتا تھا پھر دونوں ہتھیلیوں کو پورے بدن پر جہاں تک ممکن ہوتا تھا پھیر لیتے تھے یہ ہاتھ پھیرنا سر اور چہرے سے اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے اور یہ عمل تین مرتبہ کیا کرتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی گڑیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں جن میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پر موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا یہ گھوڑا ہے جبکہ گھوڑوں کے پر نہیں ہوتے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے برجستہ جواب دیا کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو مسکرا دیے۔

شعبان ۵ ہجری میں افک کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ غزوہ بنی المصطلق کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ

تھی۔ اس سفر میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر مدینہ منورہ سے کچھ دور رات کے وقت یہ قافلہ قیام پذیر ہوا تو ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے قافلہ سے قدرے فاصلہ پر چلی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار تھا جو آپ رضی اللہ عنہا کے گلے میں تھا۔ دورانِ رفع حاجت وہ ہار وہیں کہیں گر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہار کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں اور ساربانوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی ڈولی یہ سمجھ کر دوبارہ اونٹ پر رکھ دی کہ آپ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اس ہار کو ڈھونڈنے کے بعد واپس پہنچیں تو قافلہ وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے پردے کا بھی ہوش نہ رہا۔ دفعتاً وہاں سے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے تھے تا کہ اگر کسی کا کوئی سامان رہ جائے تو اسے اٹھا سکیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کی آواز سنی تو فوراً اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ آپ رضی اللہ عنہا کے قریب لا کر بٹھا دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں اور انہوں نے اس اونٹ کی مہار تھام لی۔ جب حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر لشکر اسلامی سے جا ملے تو اس وقت ساربانوں کو خبر ہوئی کہ ڈولی میں آپ رضی اللہ عنہا موجود نہیں ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قافلے سے بچھڑ جانا گو معمولی واقعہ تھا مگر منافقین نے اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی منافق اور دیگر منافق کہنے لگ گئے کہ نعوذ باللہ آپ رضی اللہ عنہا پاک دامن نہیں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کے الزامات سنے تو شدید بیمار ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی ان الزامات کی وجہ سے قدرے پریشان تھے جس کی وجہ سے وہ آپ رضی اللہ عنہا کی پہلے جیسی تیمارداری نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے گھر آ گئیں جہاں ایک ماہ تک آپ رضی اللہ عنہا بستر پر بیمار

پڑی رہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ لوگوں کی باتیں سن رہے تھے مگر آپ ﷺ کو صرف اللہ عزوجل کے کلام کا انتظار تھا۔ قریباً ایک ماہ گزرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کلام سنا تو آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ جاری ہو گیا اور آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پھر اللہ عزوجل کا فرمان لوگوں کو سنایا جس میں اللہ عزوجل نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی گواہی دی اور تہمت لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمہاری پاک دامنی کی گواہی دی ہے اور تم پر تہمت لگانے والے عنقریب ذلیل و خوار ہوں گے۔ میں صرف اللہ عزوجل کی گواہی کا انتظار کر رہا تھا۔

واقعہ افک کے پیش آنے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا شدید غم تھا کہ ان کی پاکباز بیٹی پر تہمت لگائی گئی ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کبھی زبان پر شکوہ نہ لائے سوائے ایک مرتبہ یہ کہا کہ اللہ عزوجل کی قسم! ایسی بات کبھی ہمارے بارے میں زمانہ جاہلیت میں بھی نہیں کی گئی۔ چنانچہ جب اللہ عزوجل کی جانب سے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکبازی کی گواہی دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر سجدہ میں جھکا دیا کہ اللہ عزوجل نے ان کے خاندان کی عزت کی گواہی دی۔

یہ ۹ ھ کا واقعہ ہے اس وقت عرب کے دور دراز صوبے زیر نگیں ہو چکے تھے، مال غنیمت، فتوحات اور سالانہ محاصل کا بے شمار ذخیرہ وقتاً فوقتاً مدینہ آتا رہتا تھا۔ فتح خیبر کے بعد غلہ اور کھجوروں کی جو مقدار ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے مقرر تھی، ایک تو وہ خود کم تھی، پھر فیاضی اور کشادہ دستی کے سبب سال بھر تک بہ مشکل کفایت کر سکتی تھی، آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا تھا، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں بڑے رؤسائے قبائل کی بیٹیاں بلکہ شہزادیاں داخل تھیں، جنہوں نے اس سے پہلے خود اپنے یا پہلے شوہروں کے گھروں میں ناز و نعم کی زندگیاں بسر کی تھیں اس لئے انہوں نے مال و دولت کی یہ بہتات دیکھ کر آپ سے مصارف میں اضافہ کی

خواہش کی۔ یہ واقعہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو نہایت مضطرب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنی صاحبزادی کو سمجھایا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے مصارف کا تقاضا کرتی ہو تم کو جو کچھ مانگنا ہو مجھ سے مانگو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ میرا لحاظ فرماتے ہیں ورنہ وہ تم کو طلاق دے دیتے۔ اس کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک اور بی بی کے دروازے پر گئے اور ان کو نصیحت کی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)! تم ہر چیز میں تو دخل دیتے ہی تھے اب آپ ﷺ کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جواب سے افسردہ ہو کر خاموش ہو گئے۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ درمیان میں ہیں اور دائیں بائیں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی اپنے اخراجات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ یہ دونوں صاحبان اپنی صاحبزادیوں کو مارنے پر آمادہ ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم آئندہ حضور نبی کریم ﷺ کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے اس مطالبہ پر قائم رہیں اور انہی دنوں میں حضور نبی کریم ﷺ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل ایک بالاخانہ میں قیام کیا اور عہد کیا کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ کے اس عہد پر منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے سنا تو وہ سب جمع ہو گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہو گئی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بالاخانے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ جھوٹ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کی منادی کرا دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم

ﷺ کا فرمان سن کر والہانہ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں دنوں کی گنتی کرتی رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ انتیس دن بعد بالاخانے سے نیچے آئے اور میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی مہینہ پورا نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کرلو کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھ پر سورۂ الاحزاب کی آیات نازل فرمائی ہیں جن میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

> ”اے پیغمبر (ﷺ)! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی ہوس ہے تو آؤ میں تم کو رخصتی کے جوڑے دے کر رخصت کردوں اور اگر اللہ اور رسول (ﷺ) اور آخرت پسند ہے تو اللہ نے تم سے نیک عورتوں کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔“

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب اللہ عزوجل کا فرمان سنا تو کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

ایک مرتبہ عید کا دن تھا چند حبشی عید کی خوشی میں نیزے ہلا کر پہلوانی کے کرتب دکھا رہے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمائش کی کہ میں ان کا کرتب دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ مسکرا دیئے اور آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے کھڑا کرلیا اور آپ رضی اللہ عنہا تماشا دیکھتی رہیں یہاں تک کہ تھک کر خود ہی پیچھے ہٹیں اس دوران حضور نبی کریم ﷺ دروازے پر ہی کھڑے رہے۔

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ بڑھ کر بول رہی تھیں۔ اتفاق سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے انہوں نے یہ

گستاخی دیکھی تو اس قدر برہم ہوئے کہ بیٹی کو مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا حضور نبی کریم ﷺ فوراً آڑے آ گئے اور انہیں مارنے سے روک دیا۔ جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کہو میں نے تم کو کیسا بچایا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کچھ دنوں بعد تشریف لائے تو دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین صلح ہو چکی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی صلح میں ویسے ہی شامل کر لیں جس طرح میں آپ دونوں کی لڑائی میں شامل ہوا تھا۔

ایک غزوہ میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی رفیق سفر تھیں۔ غزوہ سے واپسی پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ جانے کا حکم دیا اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آؤ دوڑیں دیکھیں کون آگے نکل جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت دبلی پتلی تھیں اس لئے آگے نکل گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اسی قسم کا ایک موقع پھر آیا حضور نبی کریم ﷺ نے پھر آپ رضی اللہ عنہا کو ساتھ دوڑنے کا کہا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت میں قدرے فربہ مائل تھی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ اس دن کا بدلہ ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ غسل کر کے تشریف لائے تو جسم مبارک پر آٹا مل دیا اور ہنسنا شروع ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے ہنستے ہوئے کہا کہ جو کا آٹا ہے اس سے جسم صاف ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے جب ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے کسی بات پر ناراض ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس دوران کچھ کھجوریں آئیں تو

آپ ﷺ نے وہ کھجوریں آپ رضی اللہ عنہا کے آگے کر دیں اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھالو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا کہ کیا پہلے میں اپنے باپ کا نام لے کر کھاتی ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو مسکرا پڑے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اللہ عزوجل نے مجھے ایک ایسا نام بتایا ہے کہ اس کے ذریعے دعا مانگی جائے تو فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ مجھے وہ اسم بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے لئے مناسب نہیں۔ میں یہ سن کر تنہائی میں چلی گئی۔ پھر کچھ دیر بعد میں آئی اور آپ ﷺ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور کہا کہ مجھے وہ اسم بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے لئے مناسب نہیں۔ میں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی: اے اللہ! میں تجھے اللہ کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھے رحمٰن کہہ کر پکارتی ہوں تو میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میری دعا سنی تو مسکرا دیئے اور فرمایا کہ وہ اسم انہی میں ہے جن کا ذکر تم نے اپنی دعا میں ذکر کیا ہے۔

* * *

اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے

۹ ہجری میں جب غزوہ تبوک کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپیل کی کہ وہ حسب توفیق جنگ میں شمولیت کے لئے مال و متاع پیش کریں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ، سو گھوڑے اور دو سو اوقیہ چاندی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا تمام سامان پیش کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے پوچھا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔

* * *

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی

حضور نبی کریم ﷺ نے جس وقت نبوت کا اعلان کیا اس وقت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً ستائیس برس تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب توحید کی دعوت دی تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابتداء میں اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حضور دعا فرمائی:

”یا اللہ! عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) یا عمر بن ہشام دونوں یا دونوں میں
سے ایک کے ذریعے اسلام کی خدمت فرما۔“

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشی اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے لئے اللہ عزوجل کے حضور دعا فرمائی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر حضور نبی کریم ﷺ کی خوشی دیدنی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس دن حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس روز حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام قبول کرنے کی خوشی جتنی زمین والوں کو ہے اتنی ہی خوشی آسمان والوں کو بھی ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ کے دوسرے برس ایمان لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے ایمان لانے والے مردوں کی تعداد چالیس اور عورتوں کی تعداد گیارہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بعد دین اسلام دن رات ترقی کی منازل طے کرتا رہا اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے۔

* * *

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا اعلان

روایات میں موجود ہے کہ جس وقت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ ابوجہل کے گھر تشریف لے گئے۔ ابوجہل نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا کہ اے بھانجے! کیسے آنا ہوا؟ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتانے آیا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اگر اب تم نے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ غلط کیا یا کہا تو مجھ سے برا کچھ نہ ہوگا۔ ابوجہل نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا: اللہ تمہیں اور تمہاری اطلاع کو ذلیل کرے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جب ہمارا دین برحق ہے اور مشرکین باطل ہیں تو پھر ہم اس دین کو پوشیدہ رکھ کر کیوں عبادت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے اجازت دیجئے، رب کعبہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں کفریہ مجالس میں بھی اعلانیہ شرکت کرتا تھا اب میں دین اسلام کی محافل کا بھی خوب چرچا کروں گا اور دیکھوں گا کہ کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف گندی نظروں سے دیکھ سکے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! جو شخص مجھے جانتا

ہے اسے خوب معلوم ہے اور جو مجھے نہیں جانتا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ میں عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ اے مشرکین مکہ! میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت اختیار کرلی ہے میں تمہیں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں اگر تم نے اس دعوت کو قبول کرنے میں سستی دکھائی تو عنقریب میری تلوار تمہاری گردنوں پر ہوگی۔ اس اعلان کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد جاری رکھا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے قبولِ اسلام کے اعلان کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مشرکین کی کوئی مجلس باقی نہیں رہی جس میں میں نے اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کیا ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرا پڑے۔

* * *

ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے نامور قبیلہ عامر بن لوی سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے ہوا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ اسی وقت ایمان لے آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار قبول اسلام کرنے والے ابتدائی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حبشہ جانے کے کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس آگئیں۔ مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ غمگین رہنا شروع ہو گئے۔ اس دوران حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کو ایک غم خوار ساتھی کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! مجھے ایک غم خوار ساتھی چاہیے جو میرے گھر اور بچوں کو دھیان رکھ سکے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم کے کہنے پر ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جسے قبول کر لیا گیا اور یوں ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا چار سو درہم مہر کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آگئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد دوسری عورت تھیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ مجھے خیال ہوا ہو کہ ان کے قالب

میں میری روح ہوتی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا مزاج کی قدرے تیز تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے ایک اولاد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے ہوئی جنہوں نے جنگ فارس میں شہادت حاصل کی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے اخیر میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وصال اور سن وصال کے متعلق کتب سیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایثار کرتے ہوئے اپنے حصہ کی باری انہیں دے دی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا گوشہ نشین ہوگئیں اور کبھی گھر سے بلاضرورت باہر نہ نکلیں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ پیار تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بچپن میں پالا تھا اور انہیں اپنی حقیقی بیٹی ہی سمجھتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا دراز قد اور قدرے فربہ مائل تھیں آپ رضی اللہ عنہا دوسروں سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ رات میں آپ ﷺ کے پیچھے نماز کے لئے کھڑی ہوگئی آپ ﷺ اس قدر دیر تک رکوع میں رہے کہ میں سمجھی کہ میری نکسیر پھوٹنے والی ہے۔ میں نے ایک ہاتھ سے اپنی ناک کو پکڑ لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو مسکرا دیے۔

* * *

اسے امان دی ہے

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کاتب وحی اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہتے اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق وحی تحریر کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ وحی تحریر کرنے میں خیانت سے کام لیتے اور اکثر کلمات کو بدلنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد (ﷺ) نہیں جانتے میں جو کچھ چاہتا ہوں ان کے لئے لکھتا ہوں اور وحی کا نزول مجھ پر بھی انہی کی طرح ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ کی اس خیانت کی خبر ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ بھاگ کر مکہ مکرمہ چلے گئے۔ فتح مکہ کے روز انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ان کی سفارش کریں کہ انہیں معاف کر دیا جائے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کی سفارش کرتے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور ان کی والدہ کے خود پر حقوق کے متعلق ذکر کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ سے سفارش کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خاموشی اختیار کی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر سفارش کی تو آپ ﷺ پھر خاموش ہو گئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کو اپنی بغل میں لے لیا اور پھر سفارش کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ان کے لئے امان ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے مگر شرمندگی کی وجہ سے حضور

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ میرا رضاعی بھائی ہے وہ جب بھی آپ ﷺ کو دیکھتا ہے بھاگ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرا پڑے اور فرمایا کہ میں نے اس سے بیعت نہیں لی بلکہ اسے امان دی ہے۔

* * *

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر مسکرا دیئے

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نہایت مشکل مقدمہ آیا۔ جس میں ایک ایسی عورت پیش ہوئی۔ جس نے ایک ماہ کے اندر تین مردوں کے ساتھ خلوت کی تھی اور اب اس کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تھی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی دیت کے تین حصے کئے اور پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ جس شخص کے نام نکلا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اس شخص کے حوالے کر دیا جبکہ باقی دونوں اشخاص کو دیت کے تین حصوں کے دو حصے کر کے دے دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

اونٹنی کا تاوان

حضرت ربیعہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی مسجد میں حاضر ہوا اور اپنی اونٹنی اس نے مسجد کے سامنے بٹھا دی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کاش کہ تم اسے ذبح کرتے اور ہم اس کا گوشت کھاتے۔ حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کر دیا۔ جب وہ اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے اٹھ کر باہر آیا تو اپنی اونٹنی کو موجود نہ دیکھ کر چلایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری اونٹنی کو کسی نے ذبح کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا کہ ایسا کس نے کیا ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا کہ حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی کی اونٹنی کو ذبح کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے تو انہیں حضرت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے گھر موجود پایا۔ حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ اس وقت ایک تہ خانے میں چھپے ہوئے تھے اور اپنے اوپر انہوں نے کھجور کی ٹہنیاں اور سوکھے چھلکے ڈال رکھے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب اس جگہ پہنچے تو ایک شخص نے حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کو باہر نکالا تو ان کا چہرہ متغیر تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس اعرابی کی اونٹنی کو کس کہنے پر ذبح کیا؟ تو حضرت نعمان بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ انہیں لوگوں کے کہنے پر جنہوں

نے آپ ﷺ کو میری یہاں موجودگی کی اطلاع دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو مسکرا پڑے اور اپنے ہاتھوں سے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو جھاڑنا شروع کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس اونٹنی کا تاوان اس اعرابی کو خود ادا کیا۔

* * *

بوڑھی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی

ترمذی کی روایت ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ عزوجل مجھے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی۔

اس بوڑھی عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو روتی ہوئی چل دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بوڑھی عورت کو خبر دو کہ جنت میں یہ بوڑھی ہو کر نہیں جائے گی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً • فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا •

”ہم نے ان عوتوں کو خاص بنایا ہے۔ ہم نے ان کو ایسا بنایا ہے جیسی کنواریاں۔“

* * *

اجر خرید و فروخت کے بہانے مل گیا

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سوت کاتا اور اسے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ وہ اسے بازار میں فروخت کر کے آٹا لے آئیں تا کہ میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے لئے روٹی پکا سکوں۔ آپ رضی اللہ عنہ اس سوت کو بازار میں لے گئے اور اسے چھ درہم میں فروخت کر دیا۔ ابھی آپ ان سے آٹا خریدنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ایک سائل نے اللہ عزوجل کے نام پر قرضِ حسنہ کی اپیل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ درہم اس سائل کو دے دیئے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ درہم اس سائل کو دینے کے بعد ابھی کھڑے تھے کہ ایک اعرابی آیا جس کے پاس ایک صحت مند اونٹنی تھی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ سے یہ اونٹنی خریدیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت رقم نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ میں یہ اونٹنی آپ رضی اللہ عنہ کو ادھار دیتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔ پھر ایک اور اعرابی وہاں سے گزرا اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ اونٹنی کتنے میں فروخت کریں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اس کے کتنے دو گے؟ اس نے کہا کہ میں اس کے تین سو درہم دوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین سو درہم میں وہ اونٹنی اسے فروخت کر دی۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تین سو درہم پکڑے اور پہلے اعرابی کو تلاش کرنا شروع کیا۔ جب وہ نہ ملا تو آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے آئے۔ گھر پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ اس وقت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر پوچھا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! اونٹنی کا قصہ تم سناؤ گے یا میں تمہیں سناؤں؟

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ

خود ہی سنا دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلا اعرابی جبرائیل (علیہ السلام) تھا اور دوسرا اعرابی اسرافیل (علیہ السلام) تھا اور وہ اونٹنی جنت میں میری شہزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سواری کی ہے۔ تم نے اس سائل کو جو درہم قرضِ حسنہ کے دیے اس کا اجر تمہیں خرید وفروخت کے بہانے مل گیا۔

* * *

اللہ عزوجل کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کے متعلق جانتا ہوں جسے سب سے آخر میں جہنم سے آزادی نصیب ہوگی۔ آپ ﷺ سے جب اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ زمین پر گھسٹتا ہوا جہنم سے باہر نکلے گا اور جب وہ جہنم سے باہر آ جائے گا تو پلٹ کر جہنم کو دیکھے گا اور کہے گا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اس سے نجات عطا فرمائی۔ بے شک اللہ عزوجل نے مجھے وہ عطا فرمایا جو کسی کو میرے بعد عطا نہیں فرمائے گا۔ پھر اس شخص کو ایک درخت نظر آئے گا اور وہ اسے دیکھ کر کہے گا کہ اے اللہ! اسے میرے نزدیک کر دے تا کہ میں اس کے سائے میں آرام کر سکوں اور اس سے سیراب ہو سکوں۔ اللہ عزوجل اس شخص سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں اگر تیری یہ آرزو پوری کر دوں تو تو مجھ سے مزید کوئی خواہش ظاہر نہیں کرے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب مزید کسی خواہش کا اظہار نہیں کروں گا۔ اللہ عزوجل اس کی اس آرزو کو پورا فرمائیں گے اور وہ درخت اس کے نزدیک آ جائے گا۔ وہ شخص اس درخت کے سائے میں رہے گا اور اس سے سیراب ہوگا۔ پھر اس کو ایک اور درخت نظر آئے گا جو اس سے بھی زیادہ خوشنما ہوگا۔ وہ شخص بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اے اللہ! مجھے اس درخت کے نزدیک کر دے تا کہ میں اس سے نفع اٹھا سکوں اور اس کے بعد میں مزید کسی خواہش کا اظہار نہیں کروں گا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم! کیا تو نے اس سے قبل بھی وعدہ نہیں کیا اور اب تو مجھ سے مزید سوال کرتا ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں اب مزید سوال نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی خواہش کا اظہار

کروں گا۔ اللہ عزوجل اسے اس درخت کے نزدیک کر دے گا اور وہ اس درخت کے سائے میں رہے گا اور اس سے سیراب ہوگا۔ پھر اس شخص کو ایک اور درخت نظر آئے گا جو جنت کے دروازہ پر ہوگا اور وہ پہلے درختوں سے زیادہ خوشنما ہوگا۔ وہ شخص اس درخت کو دیکھنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے اللہ! مجھے اس درخت تک پہنچا دے کہ میں اس سے نفع حاصل کر سکوں۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ کیا تو نے وعدہ نہیں کیا کہ تو مجھ سے مزید کسی خواہش کا اظہار نہیں کرے گا؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے اللہ! اب میں مزید کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ عزوجل اسے اس درخت کے نزدیک کر دے گا اور وہ اس درخت سے نفع اٹھائے گا۔ پھر اسے جنت میں سے اہل جنت کی آوازیں سنائی دیں گی اور وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے اللہ! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم! تیری یہ آرزوئیں کب ختم ہوں گی؟ کیا تو اس پر راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر عطا کروں؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے اللہ! تو مجھ سے مذاق کرتا ہے اس کے باوجود کہ تو تمام جہانوں کا مالک ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد مسکرا دیئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کیوں مسکرائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ قصہ سنایا تو وہ بھی مسکرا پڑے تھے اور ہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کیوں مسکرائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل بھی اس شخص کی بات سن کر مسکرا پڑے اور جب وہ شخص کہے گا کہ اے اللہ! تو تمام جہانوں کا مالک ہے تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ نہیں میں ہر شے پر قادر ہوں اور کسی کو دنیا کے برابر عطا کرنا میرے لئے مشکل نہیں ہے۔ بے شک اللہ عزوجل کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔

* * *

اللہ عزوجل کے نزدیک تیری بڑی قیمت ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دیہاتی صحابی حضرت زاہر رضی اللہ عنہ جب بھی آتے تو ہدیہ لے کر آتے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی واپسی پر انہیں کچھ نہ کچھ عنایت ضرور کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے کہ زاہر (رضی اللہ عنہ) ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔ آپ ﷺ انہیں بے حد عزیز رکھتے تھے۔ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ بظاہر خوبصورت نہ تھے۔ ایک دن وہ بازار میں اپنا کچھ سامان فروخت کر رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پیچھے سے جا کر انہیں گود میں اٹھالیا۔ وہ آپ ﷺ کو دیکھ نہ سکے اور کہنے لگے کہ کون ہے مجھے چھوڑو؟ پھر جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے چمٹ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان کرنا شروع کیا کہ کون ہے جو اس غلام کو خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو میرے بدلہ میں کچھ نہیں ملے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک تیری بڑی قیمت ہے۔

* * *

اونٹنی کا بچہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے سواری کے لئے کوئی جانور عنایت کیا جائے؟ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کا بچہ عطا کروں گا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون سا اونٹ ایسا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو یعنی اونٹ، اونٹنیوں کے ہی تو بچے ہوتے ہیں۔

* * *

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے مزاح کرنا

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں اور جب حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا ہی حضور نبی کریم ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لائیں اور آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے سپرد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ کی پرورش کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ ام ایمن (رضی اللہ عنہا) میری ماں ہیں۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عبید رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو جنتی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ ام ایمن (رضی اللہ عنہا) سے شادی کر لے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی اور پھر انہی کے بطن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تولد ہوئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہو گئے اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے ایک اونٹ چاہیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اونٹ کی ایسی کیا ضرورت آن پڑی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہیں ہے اور مجھے سفر میں دشواری پیش آتی ہے لہٰذا مجھے ایک اونٹ عنایت کیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ رضی اللہ عنہا کو اونٹ کا بچہ دوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس مزاح کو سمجھ نہ سکیں اور کہنے لگیں

کہ اونٹ کا بچہ میرا بوجھ کیسے اٹھا سکے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اونٹ کا بچہ ہی دے سکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اونٹ کا بچہ میرے کس کام کا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک خادم کو اشارہ کیا تو وہ اونٹ لے کر آ گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی مہار آپ رضی اللہ عنہا کو پکڑائی اور فرمایا کہ یہ اونٹ کا بچہ ہی تو ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کا مزاح سمجھ گئیں تو مسکرا پڑیں۔

* * *

میں تو آزاد ہوں

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے بصریٰ تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت نعمان اور حضرت سویبط رضی اللہ عنہم بھی تھے اور یہ دونوں صحابی غزوہ بدر میں شامل تھے۔ حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کھانے پر مقرر تھے ان سے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کھانا دو۔ حضرت سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو آ لینے دو۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ ہنسے اور آپ رضی اللہ عنہ مزاح کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس گئے جو سواری کے جانور لائے ہوئے تھے اور کہا کہ تم مجھ سے ایک اعرابی غلام خریدو گے؟ انہوں نے حامی بھر لی۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ وہ بڑے باتونی ہیں کہیں وہ تمہیں کہیں کہ میں آزاد ہوں اور اگر تم اس وجہ سے انہیں چھوڑ دو تو مجھے اس بیع سے معاف رکھو۔ اس معاملہ میں مجھ سے بدگمانی نہ کرنا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے بلکہ ہم اسے خریدتے ہیں۔ ان تاجروں نے دس اونٹنیاں دے کر حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اونٹنیوں کو لے کر حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ وہ غلام یہ ہے۔ حضرت سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے میں تو آزاد ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے متعلق جانتے ہیں اور انہوں نے ان کے گلے میں رسی ڈالی اور لے گئے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں جب اس کی خبر ہوئی تو

وہ ان تاجروں کے پاس گئے اور ان کی اونٹنیاں انہیں واپس دے کر حضرت سویبط رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے اس مزاح کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ ان کی اس حرکت پر مسکرا پڑے اور اس واقعہ کو یاد کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک سال تک مسکراتے رہے۔

* * *

تم سارے اندر آ جاؤ

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ ﷺ ایک چھوٹے سے قبہ میں موجود تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اندر آ جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! سارا ہی اندر آ جاؤں۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: تم سارے اندر آ جاؤ۔ پس میں اندر چلا گیا۔

حضرت ولید بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے اس لئے کہا تھا کہ میں سارا ہی اندر جاؤں گا کہ قبہ چھوٹا تھا۔

* * *

تمہاری آنکھیں دکھتی ہیں اور تم میٹھا کھا رہے ہو

حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے سامنے کھجوروں کا ایک تھال رکھا تھا۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اس دوران آئے اور ان کی آنکھیں اس وقت دکھ رہی تھیں۔ انہوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس محفل میں آئے اور آتے ہی کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آنکھیں دکھتی ہیں اور تم میٹھا کھا رہے ہو۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے برجستہ کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس جانب سے کھاتا ہوں جہاں سے میری آنکھوں میں درد نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا برجستہ جواب سنا تو مسکرا پڑے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مسکرانا شروع ہو گئے۔

* * *

تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا شوہر بیمار ہے اور آپ ﷺ کو یاد کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بات سنی تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اس کی آنکھ میں تو سفیدی ہے۔ وہ عورت بھاگی ہوئی اپنے گھر گئی اور اپنے شوہر کی آنکھیں دیکھنے لگی۔ اس نے دریافت کیا کہ تم کیا دیکھ رہی ہو؟ وہ عورت کہنے لگی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ سچ فرماتے ہیں ہر ایک کی آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے۔

* * *

دھوکے باز

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری والدہ نے مجھے انگوروں کا ایک خوشہ دیا اور کہا کہ یہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو جا کر دے آؤں۔ میں وہ خوشہ لے کر چلا تو راستہ میں میری نیت خراب ہوگئی اور میں نے وہ خوشہ کھالیا۔ جب میری والدہ کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی تو انہوں نے اس انگوروں کے خوشہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ تک تمہارا کوئی خوشہ نہیں پہنچا۔ پھر میری والدہ اور حضور نبی کریم ﷺ دونوں سمجھ گئے کہ وہ خوشہ میں نے کھالیا تھا۔ پھر اس واقعہ کے بعد میری ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے راستہ میں ہوئی تو آپ ﷺ نے میرے کان پکڑے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: دھوکے باز۔

* * *

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز ادا کرتے دیکھ کر مسکرانا

۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک روز ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ ہٹا کر دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرا پڑے اور پھر آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نماز ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ میری جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو۔ پھر فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔

* * *

جذبہ عقیدت

حضرت طلحہ بن البراء رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت طلحہ بن البراء رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ کوئی حکم دیں جس کی میں تعمیل کروں۔ آپ ﷺ نے ان کا جذبہ عقیدت دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنے باپ کو قتل کر دو۔ حضرت طلحہ بن البراء رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنے باپ کے قتل کے لئے نکلنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب ان کا ارادہ دیکھا تو انہیں روکا اور فرمایا کہ میں قطع رحمی کے لئے نہیں بھیجا گیا۔

* * *

منافق عبداللہ ابن ابی سلول کی نمازِ جنازہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ منافق عبداللہ ابن ابی سلول کی وفات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا۔ آپ ﷺ جب اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے گئے تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس منافق کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے روکا اور عرض کی کہ یہ اللہ عزوجل کا دشمن ہے اور اس نے فلاں موقع پر فلاں بات کہی اور فلاں وقت یہ حرکت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر مسکرانا شروع کر دیا۔ پھر جب حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اصرار بڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں اس کی نماز پڑھاؤں یا نہ پڑھاؤں۔ پس میں نے پڑھانے کو اختیار کیا اور اگر مجھے ستر مرتبہ بھی اس کے لئے معافی مانگنا پڑی تو میں مانگوں گا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس واقعہ کے بعد اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے روک دیا گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی۔

* * *

ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) تم رنجیدہ ہو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ ان کے بیٹے جن کی کنیت ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) تھی وہ رنجیدہ تھے۔ آپ ﷺ جب بھی ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھتے تو خوش ہو جاتے تھے اسے رنجیدہ دیکھ کر دریافت کیا: ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) تم رنجیدہ ہو؟ عرض کی گئی کہ اس کی لال چڑیا جس سے یہ کھیلا کرتا تھا وہ مر گئی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے ابوعمیر (رضی اللہ عنہ)! کیا ہوا نغیر ؟ تیری چڑیا مر گئی۔ ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو مسکرا پڑے۔

* * *

سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک محفل میں تشریف فرما تھے اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں تحفۃً پیش کی گئیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ انہیں تناول فرماؤ۔ پھر خود بھی حضور نبی کریم ﷺ نے وہ کھجوریں کھانا شروع کر دیں۔ آپ ﷺ کھجوریں کھاتے اور مسکراتے ہوئے گٹھلیاں حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے آگے رکھے جاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی اور اپنی گٹھلیاں حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے آگے رکھ دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کے ختم ہونے پر فرمایا کہ سب سے زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جس کے آگے سب سے زیادہ گٹھلیاں ہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا کہ سب سے زیادہ کھجوریں انہوں نے کھائی ہیں جنہوں نے گٹھلیوں کو چھوا تک نہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے اس برجستہ جواب پر حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسکرا دیے۔

* * *

تم گھر والے اسے کھالو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے رمضان المبارک میں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک غلام آزاد کروادو۔ اس شخص نے کہا کہ میں غلام آزاد کرانے کی قوت نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم مسلسل دو ماہ تک روزہ رکھو۔ اس نے کہا کہ مجھ میں دو ماہ کے روزے رکھنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادو۔ اس نے کہا کہ میں اس کی بھی قوت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ کے پاس اس دوران کھجوریں لائی گئیں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم یہ کھجوریں لے جا کر صدقہ کردو۔ اس نے عرض کیا کہ میں خود کو سب سے زیادہ محتاج سمجھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! مدینہ منورہ کی دونوں پتھریلی زمینوں کے درمیان مجھ سے زیادہ محتاج کوئی دوسرا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی تو مسکرا پڑے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم اور تمہارے گھر والے اسے کھالو۔

* * *

ہنستے ہوئے بیدار ہوئے

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے مکان میں کھانے کے بعد قیلولہ فرما رہے تھے کہ ناگہاں ہنستے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے ہنسی کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجاہدین کا ایک گروہ میرے سامنے پیش کیا گیا جو جہاد کی غرض سے دریا میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھا ہوا سفر کرے گا جس طرح تخت پر بادشاہ بیٹھے رہا کرتے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان مجاہدین کے گروہ میں شامل رہوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرما دی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں جب بحری جنگ کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا بھی مجاہدین کی اس جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں اور دریا سے نکل کر جب خشکی پر آئیں تو سواری سے گر کر شہادت کا شرف حاصل کیا۔

* * *

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو ابتداء میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں والدین نے جو کہ مشرک تھے بے حد اذیتیں دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر بھی لٹایا گیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام سے پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ رضی اللہ عنہ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اے آگ تو ابراہیم (علیہ السلام) کی طرح اس پر بھی ٹھنڈی ہو جا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجرۂ مبارک کے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے پاکیزہ اور صاف باطن اندر آ جا۔

* * *

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر جب خندق کی کھدائی مکمل ہو چکی تو اس دوران کفار نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا۔ خندق کی وجہ سے انہیں مدینہ منورہ پر حملہ کرنے میں دشواری پیش آئی۔ مدینہ منورہ میں موجود یہود قبائل جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی ان کے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے وہ سرکشی پر اتر آئے تھے۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک بدوی سردار آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو پہچان گئے اور پوچھا کہ نعیم (رضی اللہ عنہ) کیسے آنا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مجھے بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہودی قبائل کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرو۔ حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا اور پھر اپنے اس وعدے کو سچا کر دکھایا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ایفائے عہد پر بے حد خوش ہوئے۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کے ان جانثاروں میں ہوتا ہے جو ابتداء میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دین اسلام کی تبلیغ کے لئے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر دار ارقم کو تبلیغ کا مرکز بنایا تو حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت کر کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک دمک رہا تھا۔

* * *

یومِ خندق حضور نبی کریم ﷺ کا مسکرانا

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یومِ خندق میں اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھیں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے والد صاحب سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تیرانداز تھا اور ایک شخص کے پاس ڈھال تھی۔ وہ ڈھال کو لہراتا ہوا پھر رہا تھا اور میں اس کا نشانہ لے رہا تھا۔ وہ ڈھال سے اپنی پیشانی بچاتا رہا۔ جب میں نے تیر سے اس کا نشانہ لے کر تیر چلایا تو اس شخص نے اپنا سر اونچا کیا اور تیر اُسے لگ گیا اور نیچے گر پڑا اور اس کے پیر اٹھ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہ دیکھا تو ہنسنا شروع کر دیا۔ جب میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ تمہارے اس فعل سے ہنسی آ گئی جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔

* * *

ابوحنظلہ (رضی اللہ عنہ) کیا تم ایسی بات کہتے ہو؟

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر حراح کی بات کہی کہ اللہ کی قسم! میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑا تو تمام عرب نے انہیں چھوڑ دیا کہ سینگ ماریں اور سب نے کہا کہ منڈا ہے سینگ نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بات سنی تو ہنس پڑے اور فرمایا: ابوحنظلہ (رضی اللہ عنہ) کیا تم ایسی بات کہتے ہو؟

* * *

جس طرح دلہن اپنے دامن کو کھینچتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کیا خوش طبعی کیا کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خوش طبعی کیا تھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی کو لمبا چوڑا کپڑا پہنایا اور فرمایا کہ اسے پہن اور اللہ کی تعریف کر اور اس طرح چل جس طرح دلہن اپنے دامن کو کھینچتی ہے اور چلتی ہے۔

رکانہ پہلوان

عرب کا ایک مشہور پہلوان رکانہ تھا جس کی رہائش جنگل میں تھی اور وہ وہیں پر اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ رکانہ کا شمار امراء میں ہوتا تھا۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کا گزر اس کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ رکانہ کہنے لگا کہ آپ وہی ہیں جو ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہیں آپ مجھ سے کشتی کرلیں اگر میں ہار گیا تو میں آپ کی اس دعوتِ اسلام کو قبول کرلوں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے کشتی کی دعوت قبول کرلی اور رکانہ نہایت مغرورانہ انداز میں آپ ﷺ کے مدمقابل آگیا۔ آپ ﷺ نے ایک ہی جھپٹ میں اسے گرادیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوگئے۔ رکانہ پہلوان پہلی مرتبہ اس طرح پچھاڑا گیا تھا اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ میرے سینے سے اتریئے اور مجھے ایک موقع اور دیں اس مرتبہ میرے معبودوں نے میری جانب توجہ نہ کی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ اس کے سینہ سے اتر آئے اور دوبارہ اس سے مقابلے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ رکانہ کھڑا ہوا اور آپ ﷺ کے مقابل آیا آپ ﷺ نے اس مرتبہ پھر ایک ہی وار میں اسے نیچے گرادیا اور اس کے سینہ پر سوار ہوگئے۔ رکانہ کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ)! آج تک مجھے کوئی نہیں گراسکا مگر آپ ﷺ نے دو مرتبہ مجھے گرادیا۔ پھر رکانہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا کہ میرے مال میں سے جتنا مال چاہیں آپ ﷺ لے لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! مجھے تمہارے مال کی حاجت نہیں' تم مسلمان ہو جاؤ تا کہ تم دوزخ کی آگ سے محفوظ رہو۔

رکانہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر کہا کہ میں اگر مسلمان ہو گیا تو لوگ کہیں گے کہ اتنے بڑے پہلوان نے شکست کھائی اور مسلمان ہو گیا۔ کچھ مورخین بیان کرتے ہیں کہ رکانہ اسی وقت مسلمان ہو گیا تھا اور کچھ کا کہنا ہے کہ رکانہ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ واپس جانے لگے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم، آپ ﷺ کی تلاش میں وہاں پہنچ گئے۔ انہیں خطرہ تھا کہ آپ ﷺ اس جانب چلے گئے جہاں رکانہ پہلوان رہتا ہے اور کہیں وہ آپ ﷺ کو کچھ نقصان نہ پہنچائے۔ جب ان کی ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس خطرہ کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سنی تو مسکرائے اور فرمایا کہ میں نے اسے دو مرتبہ پچھاڑا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی اس کشتی کے متعلق انہیں بتایا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی کشتی اور رکانہ کو پچھاڑنے کا سن کر بے حد خوش ہوئے۔

* * *

یزید بن رکانہ

گزشتہ اوراق میں جس رکانہ پہلوان کا ذکر ہوا اسی کا بیٹا یزید بن رکانہ بھی نامور پہلوان تھا۔ یزید بن رکانہ تین سو بکریاں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ ﷺ مجھ سے کشتی کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں نے تمہیں پچھاڑ دیا تو تم مجھے کتنی بکریاں انعام میں دو گے؟ اس نے کہا کہ میں سو بکریاں انعام میں دوں گا۔ آپ ﷺ مقابلے کے لئے تیار ہو گئے اور پھر جب آپ ﷺ نے مقابلے کے آغاز میں یزید بن رکانہ سے ہاتھ ملایا تو ایک ہی لمحے میں اسے زمین پر پٹک دیا۔

یزید بن رکانہ زمین پر گرا اور حضور نبی کریم ﷺ کا منہ دیکھتا رہا اور پھر اس نے وعدہ کے مطابق سو بکریاں انعام کی آپ ﷺ کو دیں اور ایک مرتبہ پھر آپ ﷺ کو کشتی لڑنے کا چیلنج کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دوسری مرتبہ بھی یزید بن رکانہ کو آسانی سے پچھاڑ دیا اور اس نے مزید سو بکریاں انعام میں آپ ﷺ کو دے دیں۔

بکریاں انعام میں دینے کے بعد یزید بن رکانہ نے تیسری مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو کشتی کا چیلنج کیا۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ پھر یزید بن رکانہ کو ایک ہی وار میں پچھاڑ دیا۔

یزید بن رکانہ نے باقی بچی ہوئی سو بکریاں بھی آپ ﷺ کو بطور انعام دے دیں اور کہنے لگا کہ آج تک مجھے کوئی نہیں گرا سکا مگر آپ ﷺ نے مجھے تین مرتبہ گرا دیا۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے نبی برحق ہیں اور میں آج سے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ اس کے اس اعلان سے خوش ہوئے اور پھر مسکراتے ہوئے اس کی تین سو بکریاں اسے واپس کر دیں۔

* * *

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

رمضان المبارک ۸ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ جو کہ آٹھ برس پہلے مکہ مکرمہ سے چھپ کر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر کے گئے تھے اس شان سے داخل ہوئے کہ دس ہزار کا ایک عظیم لشکر آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کے بارے میں عہد شکنی کی اور مسلمانوں کے حلیف قبیلے بنی خزاعہ کے مقابلے میں بنی بکر کی مدد کی جس سے بنی خزاعہ کو بھاری جانی مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سردارانِ قریش کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے ان کے سامنے تین شرائط پیش کیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔
۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔
۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

سردارانِ قریش نے زعم میں آ کر اعلان کر دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو توڑتے ہیں۔ ابوسفیان نے بہت کوشش کی کہ دیگر سردارانِ قریش اس قسم کی باتوں سے باز رہیں لیکن وہ اسی زعم میں تھے کہ ان کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ ابوسفیان خود مدینہ منورہ پہنچا اور اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوا۔ ابوسفیان نے حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا بستر ہے۔ ابوسفیان کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابوسفیان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر ابوسفیان وہاں

سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان کو اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی مایوس ہو کر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے فرمایا کہ میں تمہاری حضور نبی کریم ﷺ سے کبھی سفارش نہ کروں گا بلکہ اگر مجھے معمولی سی بھی طاقت مل جائے تو میں تمہارے خلاف جہاد کروں۔ جب ابوسفیان ہر جانب سے مایوس ہو گیا تو واپس مکہ مکرمہ لوٹ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی اطلاع بھجوا دی۔

لشکر اسلام حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں مکہ مکرمہ کے گرد مر الظہران میں خیمہ زن ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ابوسفیان کو جب لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے آیا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوئے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ابوسفیان کا سر قلم کرنے کے لئے بڑھے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)! اسے میں نے پناہ دی ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے قتل پر اصرار کیا تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر ابوسفیان بنی عدو بن کعب سے ہوتے تو تم ان کو کچھ نہ کہتے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا: اے عباس (رضی اللہ عنہ)! ایسا مت کہو اللہ کی قسم! مجھے جتنی خوشی تمہارے اسلام لانے کی ہے اتنی اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے کی بھی نہ ہوتی۔ پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی بے حد

خوشی ہوئی اور جس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ اس شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ سوائے ایک واقعہ کے کہیں بھی قتال کی ضرورت پیش نہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ شریف میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے، جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں داخل ہو گیا اسے امان ہے اور جس شخص نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اسے بھی امان ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور اسے بتوں سے پاک کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔

* * *

خواب کی تصدیق

حضرت خذیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک نہایت مبارک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے جب حضرت خذیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرا پڑے اور فرمایا کہ تم اپنے خواب کی تصدیق کر سکتے ہو۔ حضرت خذیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فوراً آگے بڑھے اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے لیا۔

* * *

کیا اللہ عزوجل تبسم فرماتا ہے؟

حضرت یزید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو قبیلہ بنی فزارہ کا ایک وفد جس میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قحط سالی کی شکایت کی اور درخواست کی کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بارش کے لئے دعا فرمایئے اور اللہ عزوجل ہمیں بروزِ محشر آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تمہاری پریشانی اور فریاد پر اپنی شان کے لائق تبسم فرماتا ہے۔ ایک اعرابی پاس کھڑا تھا وہ کہنے لگا کہ کیا اللہ عزوجل تبسم فرماتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل تبسم فرماتا ہے۔ اس اعرابی نے کہا پھر تو ہرگز اللہ عزوجل سے خیر طلب نہ کریں کہ وہ تو تبسم فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سادہ لوح اعرابی کی بات سنی تو مسکرا پڑے اور پھر اپنے دست مبارک دعا کے لئے بلند کئے اور ان کے لئے بارش کی دعا فرمائی۔

تمہاری بھلائی کے لئے حجت پیش کر رہا تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ ہنسنا شروع ہو گئے اور اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ ہم نے آپ ﷺ سے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بروزِ محشر بندہ اپنے رب سے جھگڑا کرے گا اور کہے گا کہ اے اللہ! تو نے مجھے ظلم سے محفوظ نہ رکھا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: ہاں! بندہ کہے گا کہ پس میں اپنے علاوہ کسی کی گواہی منظور نہ کروں گا کیونکہ یہاں تو صرف میرا جسم میرا اپنا ہے باقی سب تو پرائے ہو چکے ہیں۔ اللہ عزوجل اس کے جسم سے کہے گا کہ وہ گواہی دے۔ پھر اس کے جسم کے اعضاء گواہی دیں گے اور اس کی زبان کو مہر لگا دی جائے گی۔ جب اعضاء گواہی دے چکیں گے تو پھر اس کی زبان کھول دی جائے گی اور وہ اپنے اعضاء سے کہے گا کہ تمہارا ناس ہو تم تو میرے دشمن ہو اور میں تمہارے ہی بچاؤ کی کوشش کر رہا تھا اور تمہاری بھلائی کے لئے حجت پیش کر رہا تھا۔

* * *

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہنا

فتح مکہ کے بعد ۸ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملک یمن روانہ کیا تا کہ وہ وہاں دین اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ کا کام اس مؤثر انداز میں کیا کہ یمن کا سب سے بڑا قبیلہ ہمدان دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

۱۰ ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ ملک یمن روانہ کیا۔ اس مہم میں روانگی کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور سیاہ علم ان کے سپرد کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے اہل کتاب کے پاس بھیج رہے ہیں میں جوان ہوں ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی: الٰہی! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما دے اس کی زبان کو راست گو بنا دے اور اس کے دل کو نور ہدایت سے منور فرما دے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ملک یمن روانہ ہوئے اور لوگوں کو دعوت حق دی جس کو اہل یمن نے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے شمار لوگ دائرہ اسلام

میں داخل ہوئے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک عریضہ ارسال کیا جس میں اہل یمن کی ایک بڑی تعداد کے اسلام قبول کرنے کے متعلق آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ان تبلیغی کاوشوں کو سراہا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدۂ شکر ادا کیا۔

* * *

حضرت نوفل اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر خوش ہو گئے

غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کو قبولیت بخشی اور مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار پر فتح دی۔ اس معرکہ میں ستر کے قریب کفار کے سردار مارے گئے جبکہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ لشکر اسلام نے ستر کے قریب کفار کو اسیر بنایا جن کو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں دے دیا گیا اور بعد ازاں کچھ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔

حق و باطل کی اس لڑائی میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کردار نمایاں رہا۔ غزوۂ بدر کی تمام تر جنگی حکمت عملی حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشوروں سے طے کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے گرفتار شدہ مشرکین کے ساتھ سلوک کے بارے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین سے مشورہ کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! قریش مکہ کے جو جنگی قیدی ہیں ان میں سے اکثریت آپ ﷺ کے خاندان کے لوگوں کی ہے میری رائے ہے کہ آپ ﷺ ان سے مناسب فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں تاکہ جو فدیہ ہمیں ملے اس سے مسلمانوں کی مالی حالت بہتر کرنے میں مدد ملے اور ہم اپنے فوجی مصارف کو بھی پورا کر سکیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں

دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میری رائے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی نہیں ہو سکتی۔ میری رائے میں ہر ایک کا سر قلم کر دینا چاہئے تا کہ کفارِ مکہ کو پتہ چلا کہ ہمارے دل میں ان کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں اس طرح وہ ہماری سختی دیکھیں گے تو ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دل نرم کر دیتا ہے تو وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض کے دل سخت کر دیتا ہے تو وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور عرض کرتے ہیں:

> ”جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو اس کی مغفرت فرما اور تو رحم کرنے والا ہے۔“

اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

> ”اے اللہ! انہیں عذاب دے تو حق ہے کہ یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تیرا اختیار ہے کہ تو غالب و حکیم ہے۔“

اور اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہاری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی سی ہے جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا فرماتے ہیں:

> ”اے پروردگار! زمین پر کسی کافر کو نہ رہنے دے۔“

اور عمر (رضی اللہ عنہ) تمہاری مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جو اللہ عزوجل کے حضور عرض کرتے ہیں:

> ”اے پروردگار! ان کے مال تباہ کر دے ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب دیکھے بغیر ماننے والے نہیں ہیں۔“

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو فوقیت دی اور متعدد کفار فدیہ لے کر آزاد کر دیئے گئے۔

غزوۂ بدر میں قیدی بنائے گئے لوگوں میں حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ تم فدیہ کیوں ادا نہیں کرتے؟ حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے پاس فدیہ کے لئے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا جدہ والے نیزے نہیں دیتے؟

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیران رہ گئے کہ ان نیزوں کا ان کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم ہے اس لئے فوراً اپنے وہ نیزے منگوائے اور حضور نبی کریم ﷺ کو فدیہ دے کر آزاد ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ چلے گئے اور فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل اپنے بھائی حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے مقام ابواء پر پہنچنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم اس جگہ جانا چاہتے ہو جہاں کے لوگ حضور نبی کریم ﷺ سے جھگڑتے ہیں؟ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو عالی مقام عطا فرمایا ہے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ تم میرے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور ہم حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بھائی کی بات مان لی اور پھر دونوں بھائی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت نوفل اور حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دمک اٹھا۔

* * *

حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو

حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کشتی کرتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حسن (رضی اللہ عنہ)! تم حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ باباجان! آپ ﷺ بڑے بھائی کو کہہ رہے ہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔

* * *

تمہاری تجارت نقصان میں نہیں رہی

حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ بنو اسد کا دس افراد پر مشتمل ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر اس گواہی کے بعد ان لوگوں نے اپنا کچھ احسان آپ ﷺ پر جتانا چاہا اور کہا کہ ہم اپنی مرضی سے اسلام قبول کر رہے ہیں حالانکہ ہمارے پاس کوئی تبلیغ اسلام کے لئے نہیں آیا۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب وحی فرمائی کہ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ اسلام لانے کا احسان نہ جتائیں بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں ہدایت دی اور یہ اللہ عزوجل کا ان پر احسان ہے۔

بنو اسد کے وفد میں شامل حضرت ضرار بن اسدی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شعر پڑھے جن کا مفہوم تھا کہ میں نے شراب نوشی چھوڑ دی اور شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے اور میں اس ذات کی جانب آیا جس کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں اور اس سے قبل میری طاقت مسلمانوں کے خلاف جنگ میں استعمال ہوتی تھی۔ اے میرے رب! میں نے اپنا تمام مال تیری راہ میں بیچ کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ضرار بن اسدی رضی اللہ عنہ کے اشعار سنے تو مسکرا پڑے اور فرمایا کہ تمہاری تجارت نقصان میں نہیں رہی۔

* * *

دندان مبارک میں موجود نور

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک میں موجود نور سے ایسی روشنی پیدا ہوتی کہ اندھیری رات میں بھی تاریک کمرہ روشن ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اس وقت حجرہ مبارک میں چراغ موجود نہ تھا۔ میں نے اپنی ضرورت بیان کی تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ تمہارے حجرہ میں ایک ایسا چراغ روشن ہو جائے جس میں تیل نہ ہو؟ اس پر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسے ہی چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ مسکرائے اور آپ ﷺ کے دندان مبارک سے ایسا نور روشن ہوا کہ حجرہ کا ہر کونہ روشن ہو گیا۔

* * *

اب ان کے منہ میں زبان نہیں ہے

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ اپنے حجرہ مبارک میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اونچی آواز میں گفتگو کر رہی تھیں اور ہنس رہی تھیں۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن خاموش ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کی بدلی ہوئی حالت دیکھی تو مسکرا پڑے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس مسکراہٹ کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے آنے سے قبل میری تمام ازواج رضی اللہ عنہن ہنس رہی تھیں اور تمہیں دیکھتے ہی ان کی یہ حالت ہو گئی کہ اب ان کے منہ میں زبان نہیں ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ مجھ سے ڈر رہی ہیں اور اللہ عزوجل اس کے رسول ﷺ سے نہیں ڈرتیں جن سے میں بھی ڈرتا ہوں۔

* * *

آخری ہجرت

حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالفضل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ سے تین سال بڑے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ حضرت سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو قریش میں ''ذوالرای'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور تمام اہم امور میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے ابتداء میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا مگر اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ سے خط و کتابت کیا کرتے اور انہیں مشرکین مکہ کے عزائم سے آگاہ کیا کرتے تھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے جب خطبہ دیا تو حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے قبل سودی کاروبار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے سودی کاروبار باطل ہوا اور سب سے پہلے میں اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سود کو باطل کرتا ہوں۔

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قبر مبارک میں اتارا۔

روایات میں آتا ہے کہ ۸ ہجری میں جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو نزدیک و دور سے مسلمان لشکر اسلام میں شمولیت کے لئے مدینہ منورہ

آنا شروع ہو گئے۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے اور راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ذوالحلیفہ کے مقام پر ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے چچا کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ چچا جان! یہ آخری ہجرت ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ میں آخری نبی ہوں۔

* * *

یہ شوق اور رغبت سے اسلام لائے

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنوعبد قیس کا ایک وفد حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ پھر پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے حضرت منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اشج اور حضرت منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر گدھے کی کھر کی وجہ سے نشان تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اشج فرمایا۔ حضرت منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ اس دن کے بعد اشج کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اشج کو اپنی دائیں جانب بٹھایا اور ان سے ان کے شہر کے متعلق دریافت کیا اور ان سے صفا و مشقر اور ہجر کے متعلق دریافت کیا جو ان کے دیہاتوں کے نام تھے۔ اشج نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ تو ہم سے زیادہ جانتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے شہروں کا چکر لگایا ہے اور میرے لئے اس میں وسعت کی گئی ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ انصار کے گروہ کی جانب متوجہ ہوئے فرمایا کہ اے انصار! تم اپنے بھائیوں کی عزت کرو یہ اسلام میں تمہارے جیسے ہیں اور ان کی عادات تم سے ملتی ہیں۔ یہ شوق اور رغبت سے اسلام لائے اور ان پر جبر نہیں کیا گیا۔

اگلے روز صبح کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے بنوعبد قیس کے وفد سے دریافت کیا کہ تمہارے بھائیوں نے تمہاری تواضع کیسے کی اور تم نے انہیں مہمان نوازی میں کیسا

پایا؟ انہوں نے عرض کی کہ انہوں نے ہمارے لئے نرم بستر بچھائے اور ہمیں بہترین کھانا کھلایا۔ انہوں نے ہمیں آپ ﷺ کی سنت مبارکہ کے متعلق بتایا اور ہمیں دین کے مسائل سکھائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بنو عبدقیس کی بات سنی تو مسکرا دیئے اور پھر ہر شخص کی جانب توجہ خاص فرمائی۔

* * *

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ

۵ ہجری میں غزوہ بنوقریظہ کے دوران جب قلعہ کے محاصرے کو پچیس دن گزر گئے تو بنوقریظہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ہماری جانب حضرت ابولبابہ اور حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہم کو بھیجیں اوران دونوں حضرات کا تعلق بنوقریظہ کے حلیف قبیلہ بنواوس سے تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور جب وہ بنوقریظہ میں پہنچے تو بچوں اور عورتوں نے ان کے سامنے آ کر رونا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوگئی۔ بنوقریظہ والوں نے کہا کہ اے ابولبابہ (رضی اللہ عنہ)! اب آپ رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں کیا ہم محمد (ﷺ) کے حکم کے مطابق قلعہ سے نکل جائیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاں میں جواب دیا اور ساتھ ہی ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ قلعہ سے اترنا ذبح ہونے کے مترادف ہے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ جان گئے کہ انہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً وہاں سے لوٹ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بجائے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ خود کو باندھ لیا اور عہد کر لیا کہ جب تک اللہ عزوجل مجھے معاف نہیں فرمائے گا اور میری توبہ کو قبول نہیں کرے گا میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ اللہ عزوجل نے اسی موقع کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

> ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ ہی اپنی امانت میں خیانت کرو اگر تم جانتے ہو۔“

حضور نبی کریم ﷺ کافی دیر تک حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کرتے رہے پھر جب آپ ﷺ کو ان کی غلطی اور پھر ان کے عہد کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آتا میں اس کے لئے استغفار کرتا مگر اب وہ جو عہد کر چکا ہے اللہ عزوجل اس کی توبہ جب تک قبول نہیں کرے گا وہ رہا نہیں ہو سکتا۔

حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف فرما تھے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کے متعلق وحی نازل فرمائی۔

> ”وہ لوگ جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا انہوں نے ایک نیک عمل کے ساتھ برے عمل کو مخلوط کر دیا تھا۔ اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول فرمائے گا بے شک اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔“

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت یہ وحی نازل ہوئی حضور نبی کریم ﷺ مسکرا رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابولبابہ (رضی اللہ عنہ) کی توبہ قبول ہو گئی ہے۔

* * *

قبولیت کی خوشخبری

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ماسوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ غزوہ تبوک کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت عقبہ کے موقع پر میں حاضر تھا اور میرا خیال تھا کہ وہ اس نقصان کو پورا کردے گی۔ پھر جب لشکر اسلام روانہ ہوا تو میں نے سوچا کہ میں لشکر کے پیچھے چلا جاؤں گا۔ پھر وہ بھی موقع ہاتھ سے چلا گیا اور میرا اپنے ساتھیوں سے ملنا دشوار ہو گیا اور یوں میں اس غزوہ میں شامل ہونے سے محروم ہو گیا۔ میں اپنی اس کوتاہی پر بے حد افسردہ تھا اور گھر میں رہتا اور جب گھر سے باہر نکلتا تو منافقین کے طعنے اور معذوروں کی گفتگو سننا پڑتی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صرف میرے حالات کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وجہ تھی کہ کعب (رضی اللہ عنہ) پیچھے رہ گیا؟ میرے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ اس نے اعلیٰ کپڑے زیب تن کئے تھے اور شاید وہ مغرور ہو گیا تھا اس لئے اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ٹوکا کہ غیبت کرنا بری بات ہے اور پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے کعب (رضی اللہ عنہ) میں ایسی کوئی برائی نہیں دیکھی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ تبوک کی مہم سے واپس لوٹے اور مجھے آپ ﷺ کی آمد کی خبر ہوئی تو میں ساری رات سوچتا رہا کہ میں کس طرح معذرت کروں گا؟ پھر میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور منافقین اپنے اپنے عذر پیش کر رہے تھے پھر جب میری باری آئی تو میں نے حضور نبی

کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پوچھا کہ تم پیچھے کیوں رہ گئے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس معاملہ میں کوئی عذر پیش نہیں کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم صحیح کہتے ہو اب دیکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل تمہارے متعلق کیا حکم نازل فرماتا ہے؟

جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے واپس لوٹا تو میرے قبیلہ والوں نے اور بنوسلیم نے میری سرزنش کی اور کہا کہ تم نے کوئی عذر پیش کیوں نہ کیا اگر تم کوئی عذر پیش کر دیتے تو تمہاری خلاصی ہو جاتی؟ میں نے پوچھا کہ کیا میرے علاوہ کسی اور نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ (رضی اللہ عنہم) نے بھی کوئی عذر پیش نہیں کیا۔ میں نے سوچا کہ یہ دونوں بھی نیک لوگ ہیں اور میں نے چونکہ نیکوں کی اتباع کی ہے اس لئے نتیجہ اچھا ہی ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اگلے روز منادی کروائی کہ مدینہ منورہ کو چاہئے کہ ان تینوں کے ساتھ اپنے تعلقات ختم کر لیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں۔ حضرت مرارہ بن الربیع اور حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم چونکہ بڑھاپے کی حالت میں تھے اس لئے وہ تو اپنے گھر میں رکے رہے لیکن میں جوان ہونے کی وجہ سے گھر سے باہر آتا جاتا رہا۔ میں نماز کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوتا اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتا اور دیکھتا کہ شاید آپ ﷺ کے لب سلام کے جواب میں ہلیں۔ حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے اعراض برتتے اور جب میں رخ پھیر لیتا تو پھر میری جانب دیکھتے۔

اس دوران ایک قافلے والے میری تلاش میں آئے۔ لوگوں نے انہیں میرا پتہ دے دیا۔ وہ غسان کے بادشاہ کا ایک مکتوب لائے تھے جس کا مضمون یہ تھا کہ آپ کے پیشوا نے آپ کے ساتھ ظلم کیا اور آپ کو اپنے قبیلہ والوں سے جدا کر دیا ہے آپ ہمارے پاس آ جائیں ہم آپ کی عزت کریں گے۔ میں نے اس خط کو مصیبت جانا اور ایک تندور پر جا کر اس خط کو تندور میں ڈال دیا اور اس بادشاہ کو جواب دیا کہ میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔

پھر وہ روشن دن رات کی مانند ہم پر تاریک ہو گئے اور ایک روز حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور وہ میرے چچازاد بھائی اور عزیز ترین دوست تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں تو جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ میرا جواب سن کر رو پڑے اور وہاں سے چلے گئے۔

پھر حکم آیا کہ ہم اپنی عورتوں سے بھی جدا ہو جائیں اور میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پیغام بھیجا کہ بیوی کو طلاق نہ دو بلکہ اس کے ساتھ جماع کرنا اور کسی قسم کے روابط رکھنا چھوڑ دو۔ پھر حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ وہ بیمار اور ضعیف ہیں مجھے ان کی خدمت کی اجازت دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے ساتھ مشغول نہ ہونے پائے اور یوں حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اجازت مل گئی۔

دس روز مزید یونہی گزر گئے اور پھر اللہ عزوجل نے ہمارے لئے توبہ کا دروازہ کھول دیا اور پھر جب ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے ہمارے سلام کا جواب دیا اور آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے کعب (رضی اللہ عنہ)! تجھے مبارک ہو۔

* * *

منافقین کے چہروں پر غم کے آثار

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے' لوگوں کو بھوک کی سختی لگی یہاں تک کہ آثارِ غم ہم ایک دوسرے کے چہروں پر دیکھ رہے تھے۔ منافقین کے چہرے اس وقت خوشیوں سے دمک رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دیکھا تو فرمایا: اللہ کی قسم! سورج غائب نہیں ہو گا کہ اللہ عزوجل تمہارے پاس رزق بھیج دے گا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت چودہ اونٹ مع غلہ کے خریدے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھ کر منافقین کے چہروں پر غم کے آثار نمایاں ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔

* * *

ایسا ہرگز نہیں ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ میں ایک بازار سے گزرا اور اس وقت آپ ﷺ نے موٹے کناروں والی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کی چادر کو زور سے کھینچا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گیا۔ وہ اعرابی کہنے لگا: میرے ان اونٹوں کو مال سے لاد دیجئے اور آپ ﷺ اپنے باپ کے مال میں سے تو کچھ نہیں دیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے اور پھر قدرے توقف کے بعد فرمایا کہ مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم سے اس زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا؟ اعرابی نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی تو مسکرا دیئے اور مجھ سے فرمایا کہ اس کے ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دو۔

* * *

یہودی عالم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے محمد (ﷺ)! بے شک اللہ عزوجل نے تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھا رکھا ہے اور تمام زمینوں کو بھی ایک انگلی پر اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور دلدل کو ایک انگلی پر اٹھا رکھا ہے اور پھر باقی تمام مخلوق کو بھی ایک انگلی پر اور پھر ان کو حرکت دی اور کہا کہ میں مالک اور بادشاہ ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس یہودی عالم کی بات سنی تو مسکرا دیئے اور آپ ﷺ اتنا ہنسے کہ دندان مبارک نظر آنا شروع ہو گئے۔

* * *

حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کو چادر عطا کرتے ہوئے مزاح کرنا

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک سیاہ پھولدار چادر پیش کی گئی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ یہ چادر کسے عنایت کی جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خاموشی اختیار کی۔ آپ ﷺ نے حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا کو بلایا اور وہ چادر انہیں عنایت کی اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ لو اسے پہنو اور پرانی کرو۔ پھر آپ ﷺ نے چادر پر بنے ہوئے پھولوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سنہ ہے۔ سنہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور حضرتِ ام خالد رضی اللہ عنہا چونکہ حبشی زبان سے واقفیت رکھتی تھیں اس لئے آپ ﷺ نے سنہ فرمایا۔

* * *

حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک کھانے پر مدعو تھے۔ جب ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے تو راستہ میں حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہم سے آگے ہوئے اور اپنا ہاتھ پھیلایا تو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر بھاگنا شروع کر دیا اور وہ آپ ﷺ کو ہنسا رہے تھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا ہاتھ سر اور کانوں کے درمیان رکھا۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا اور فرمایا: حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں اللہ اسے دوست رکھے گا جو حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) کو دوست رکھے گا۔

* * *

نفقہ کا مطالبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ لوگ آپ ﷺ کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اجازت نہ ملی۔ اس دوران حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے کے لئے اجازت طلب کی۔ انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کچھ دیر بعد دونوں حضرات کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ کے گرد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں اور آپ ﷺ خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اگر میں کوئی ایسی بات کروں جس سے حضور نبی کریم ﷺ ہنس پڑیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر زید (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی عمر (رضی اللہ عنہ) کی بیوی کو دیکھتے کہ ابھی ابھی مجھ سے نفقہ کا سوال کیا اور میں نے اس کا گلا پکڑ کر دبا دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سنا تو ہنسنا شروع کر دیا اور آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی میرے گرد جمع مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب لپکے اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی جانب لپکے اور دونوں کہہ رہے تھے کہ تم ان چیزوں کا حضور نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کرتی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔

* * *

ضرورت پڑے تو اس میں سے نکال کر استعمال کرلو

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میرے پاس تیل کا ایک برتن تھا جسے میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور مجھے خیال نہیں رہا کہ اس میں تیل نہیں ہے۔ جب مجھے یاد آیا تو میں نے اپنی بیٹی کو بھیجا کہ جاؤ اور وہ برتن لے آؤ اس میں تیل نہیں ہے۔ وہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئی اور وہ برتن دیکھا تو وہ تیل سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے آ کر مجھے بتایا تو میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے تیل قبول نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہے میں نے تو اس میں سے تیل نکالا اور استعمال بھی کیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اللہ عزوجل کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ برتن تو تیل سے بھرا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ضرورت پڑے تو اس میں سے نکال کر استعمال کرلو یہ ختم نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ تم اس کو اپنی جگہ سے ہلانا مت۔

* * *

ریش مبارک کے بال

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ریش مبارک کے دو بال مل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بالوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ گھر لے آئے اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ انہیں ایک کونے میں رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد اس کونے سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آنا شروع ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ فرشتے ہیں جو میرے بال کے نزدیک جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔

* * *

سب کچھ مسلمانوں کو غنیمت میں ملے گا

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں لشکر اسلام حنین کی جانب روانہ ہوا۔ ہم کئی راتوں تک سفر کرتے رہے پھر ایک گھڑسوار نے آ کر اطلاع دی کہ بنوہوازن کے مرد اور عورتیں اپنے مال مویشی سمیت حنین میں جمع ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سب کچھ مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں ملے گا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔

* * *

دونوں باپ بیٹا ہونے چاہئیں

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس ایک روز نہایت خوش وخرم تشریف لائے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسامہ (رضی اللہ عنہ) اور اس کا باپ زید (رضی اللہ عنہ) دونوں مسجد میں سوئے ہوئے تھے اور دونوں کے سر ڈھکے ہوئے اور پاؤں کھلے تھے۔ مجرز مدلجی جو کہ علم قیافہ کا ماہر تھا اس نے دونوں کے پاؤں دیکھے تو کہا کہ ان کے اجزاء میں مشابہت ہے اور یہ دونوں باپ بیٹا ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ سفید فام تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے صاجزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سیاہ فام تھے اور وہ اپنی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے مشابہ تھے۔ منافقین اکثر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے نسب پر طعن کرتے تھے کہ باپ سفید فام ہے اور بیٹا سیاہ فام ہے۔ جب مجرز مدلجی نے یہ کہا کہ ان کے پاؤں کے اجزاء بتاتے ہیں کہ دونوں باپ بیٹا ہونے چاہئیں تو آپ ﷺ نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

* * *

درازیٔ عمر کی دعا

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا وصال ہوگیا اور وہ شدتِ غم سے نڈھال تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو غسل دینے والے سے کہا کہ اسے ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا یہ مر جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب خبر ہوئی تو آپ ﷺ مسکرائے اور حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کی طویل عمری کی دعا کی۔ آپ ﷺ کی دعا کی بدولت حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے دیگر تمام خواتین کی نسبت سب سے زیادہ عمر پائی۔

* * *

تین مرتبہ بیعت کی سعادت

مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو کہ حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ ان کی اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں انکاری ہے تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہاں قیام کرنے کا حکم دیا۔ حدیبیہ میں قیام کے دوران ہی حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے ان کی آمد کو غلط انداز میں لیا ہے اور وہ ان سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفارت کے لئے بھیجا تا کہ وہ معززین مکہ کو جا کر بتائیں کہ ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ ان کے گھر روانہ ہو گئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام ابوسفیان اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تمہیں بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک طواف کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیت اللہ شریف کا طواف نہ کر لیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں پتہ چلا تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی کہ جب تک ہم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔ اس بیعت میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

> "اے پیغمبر! جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ کی شرائط طے کیں جس پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح دستخط کیے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو بیعت رضوان میں تین مرتبہ بیعت کی سعادت

حاصل ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سلمہ (رضی اللہ عنہ)! بیعت کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں پہلے بیعت کرچکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوبارہ کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بیعت کرلی۔ پھر کچھ دیر بعد حضور نبی کریم ﷺ کی نظر دوبارہ آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا کہ سلمہ (رضی اللہ عنہ)! بیعت کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں دومرتبہ بیعت کرچکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تیسری مرتبہ پھر کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تیسری مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ سلمہ (رضی اللہ عنہ)! تمہاری ڈھال کہاں ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے چچا تھے وہ ڈھال میں نے انہیں دے دی۔ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو۔

* * *

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسلام قبول کرنا

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اسلام کی دولت سے محروم تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صحیح معنوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثار اور آپ ﷺ سے فیض یافتہ تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کا دل اس بات کو گوارا نہیں کرتا تھا کہ میری والدہ بھی اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کو دین حق کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ اسی غم میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ اللہ عزوجل میری والدہ کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا مانگی اور اللہ عزوجل نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائی اور جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کہنے لگیں کہ بیٹا! گواہ رہنا کہ میں اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان لائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب والدہ کا قبول اسلام دیکھا تو خوشی سے نہال ہو گئے اور فوراً حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اپنی والدہ کے اسلام قبول کرنے کے متعلق بتایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سنا تو خوشی کا اظہار کیا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔

* * *

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت کی خوشی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا شمار ان خوش قسمتوں میں ہوتا ہے جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے گھٹی دی اور ان کا نام تجویز کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر بے حد خوش ہوئے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہودیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کیا ہے ان کے گھر کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا شمار جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ' حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی پیدائش پر کی خبر آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دی تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور نومولود کو کھجور چبا کر گھٹی دی اور نام عبداللہ تجویز کیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کنیت کے مطابق ابوبکر تجویز کی۔

* * *

صبح مسکراتے ہوئے فرمائی

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صبح مسکراتے ہوئے فرمائی اور آپ ﷺ کا چہرہ خوشگوار تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے اس خوشی کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درودِ پاک پڑھے گا میں اسے دس نیکیاں عطا کروں گا اور اس کے دس گناہ مٹا دوں گا اور اس کے دس درجات بلند کروں گا۔ پس یہ سن کر میرا چہرہ کھلکھلا اٹھا۔

* * *

حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ کو دعا دینا

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے دورانِ سفر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ پانی تلاش کرلو ورنہ جب صبح ہو گی تو تم پیاسے اٹھو گے۔ آپ ﷺ کا فرمان سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانی کی تلاش میں نکل پڑے اور حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی حفاظت کی غرض سے ان کے ساتھ نہ گئے۔ آپ ﷺ پر نیند کا غلبہ ہوا اور آپ ﷺ سواری پر سوار غنودگی میں چلے گئے۔ اس دوران جب آپ ﷺ جھکے تو حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ آپ ﷺ نے جب حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تم کب سے یہاں ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ غروبِ آفتاب کے وقت سے۔ آپ ﷺ ان کی اس جانثاری پر خوش ہوئے اور پھر مسکراتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

* * *

مطلع صاف ہو گیا

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے نواح میں سخت قحط کی صورتحال ہو گئی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! بارش کے لئے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی اور پھر کئی روز تک بارش ہوتی رہی۔ جب بارش نے رکنے کا نام لیا تو لوگوں نے ایک مرتبہ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ یارسول اللہ ﷺ! دعا کیجئے کہ بارش رک جائے۔ آپ ﷺ ان کی بات سن کر مسکرائے اور دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ آپ ﷺ دعا مانگ کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ مطلع صاف ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسکرانا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا۔ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ رو پڑیں۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ مسکرا پڑیں۔ میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ ٹال گئیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ پھر اصرار کر کے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے مجھے اپنے وصال کی خبر دی۔ جس کو سن کر میں رو دی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے آن ملو گی۔ جس کو سن کر میں مسکرا دی۔

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نمازِ عصر پڑھ کر باہر نکلا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ اس دوران حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا جو اس وقت چند لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور پیار کرتے ہوئے فرمایا۔ میرے باپ کی قسم! تو نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو مسکرا دیئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شکل حضور نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھی۔ ایک دن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کھیلتے ہوئے دیکھا تو تیزی سے لپک کر ان کو گود میں اٹھالیا، پیار کیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ علی (رضی اللہ عنہ) سے مشابہ نہیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قریب ہی کھڑے تھے انہوں نے سنا تو مسکرانے لگے۔

حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے پر خربوزہ پھینک کر مزاح کرتے تھے اور جب کبھی جنگ کا موقع ہوتا تو یہی حضرات بہادری کے جوہر دکھایا کرتے تھے۔

حضرت قرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے ساتھ مزاح کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ انسان تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مزاح کرتے اور یہ شعر پڑھا کرتے:

یحب الخمر من مال الندامی
ویکرہ ان تفارقہ الفلوس
"دوست کے مال سے شراب پینے کو دوست رکھتا ہے اور اس بات کو
برا سمجھتا ہے کہ اس سے اس کے مال کو جدا کروں۔"

حضرت عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت مخرمہ بن نوفل بن وہیب بن زہری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں بوڑھے اور نابینا تھے اور ان کی عمر ایک سو پندرہ سال تھی۔ ایک دن وہ مسجد میں اس ارادہ سے کھڑے ہوئے کہ پیشاب کریں تو لوگ ان پر چلانا شروع ہو گئے۔ حضرت نعمان بن عمرو بن رفاعہ رضی اللہ عنہ آئے اور ان کو مسجد کے ایک گوشہ میں لے گئے اور انہیں پیشاب کے لئے بٹھایا۔ وہ پیشاب کرنے لگے تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ

انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔ لوگوں نے ان پر شور مچایا۔ جب حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ پیشاب سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ تمہارا ناس ہو مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ۔ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ اس کے ساتھ ایسا کرے میں نے منت مانگی کہ اگر وہ مجھے مل گیا تو میں اسے ڈنڈے سے ماروں گا اور جب تک میں اسے مار سکا اسے ماروں گا۔ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ اپنی اس منت کو بھول گئے۔ پھر ایک دن حضرت نعمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے کسی اور جانب متوجہ نہ ہوتے تھے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو نعمان (رضی اللہ عنہ) کی تلاش ہے؟ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں اسے ڈھونڈتا ہوں۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ انہیں لے گئے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے جا کر کہا کہ یہ نعمان (رضی اللہ عنہ) ہے۔ حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے ڈنڈا سنبھالا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سر پھٹ گیا۔ لوگوں نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے امیر المومنین کو مارا ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم انہیں چھوڑ دو یہ نعمان (رضی اللہ عنہ) کی شرارت ہے اور وہ غزوۂ بدر میں شامل رہا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت جنت کے باغات میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک نور بلند ہوگا۔ گمان یہی ہوگا کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ پھر اہل بیت ایک دوسرے سے کہیں گے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جنت میں سورج نہیں ہے تو پھر اللہ عزوجل انہیں فرمائے گا کہ یہ نور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مسکراہٹ کا نور ہے جس سے جنت کے تمام باغات چمک اٹھے ہیں۔

* * *

سستی اور کاہلی سے بچنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْمُغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ط اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ط

"اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سستی اور کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے اور قرض کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنہ قبر سے اور عذاب قبر سے اور دولت و ثروت کے فتنہ سے اور شر سے اور مفلسی اور محتاجی کے فتنہ اور شر سے اور فتنہ دجال کے شر سے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کے اثرات دھو دے اولے اور برف کے پانی سے اور میرے دل کو گندے اعمال و اخلاق سے پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ میرے گناہوں اور میرے درمیان اتنی دوری پیدا کر دے جتنی دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان رکھی ہے۔"

کتابیات

۱۔ اسوۂ رسولِ اکرم ﷺ از حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی
۲۔ مکاشفۃ القلوب از حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضور نبی کریم ﷺ کے عزیز و اقارب از محمد اشرف شریف
۴۔ امہات المومنین از قاری محمد رضا المصطفیٰ
۵۔ رسولِ عربی ﷺ از علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ سیرت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از محمد حسیب القادری
۷۔ سیرت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ از محمد حسیب القادری
۸۔ سیرت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ از محمد حسیب القادری
۹۔ سیرت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ از محمد حسیب القادری
۱۰۔ سیرت ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا از محمد حسیب القادری
۱۱۔ سیرت ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از محمد حسیب القادری
۱۲۔ سیرت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا از محمد حسیب القادری

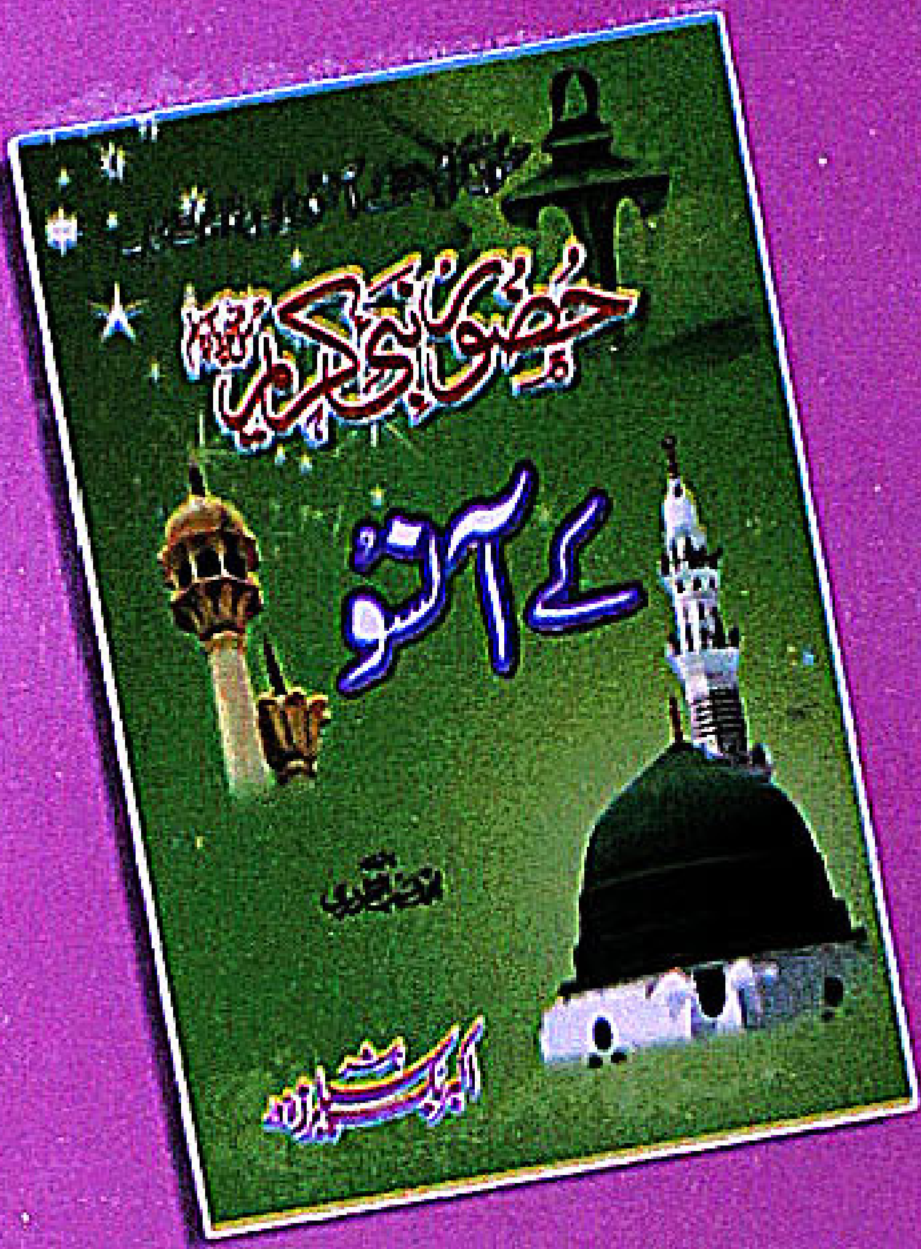
حضور نبی کریم ﷺ
کے آنسو

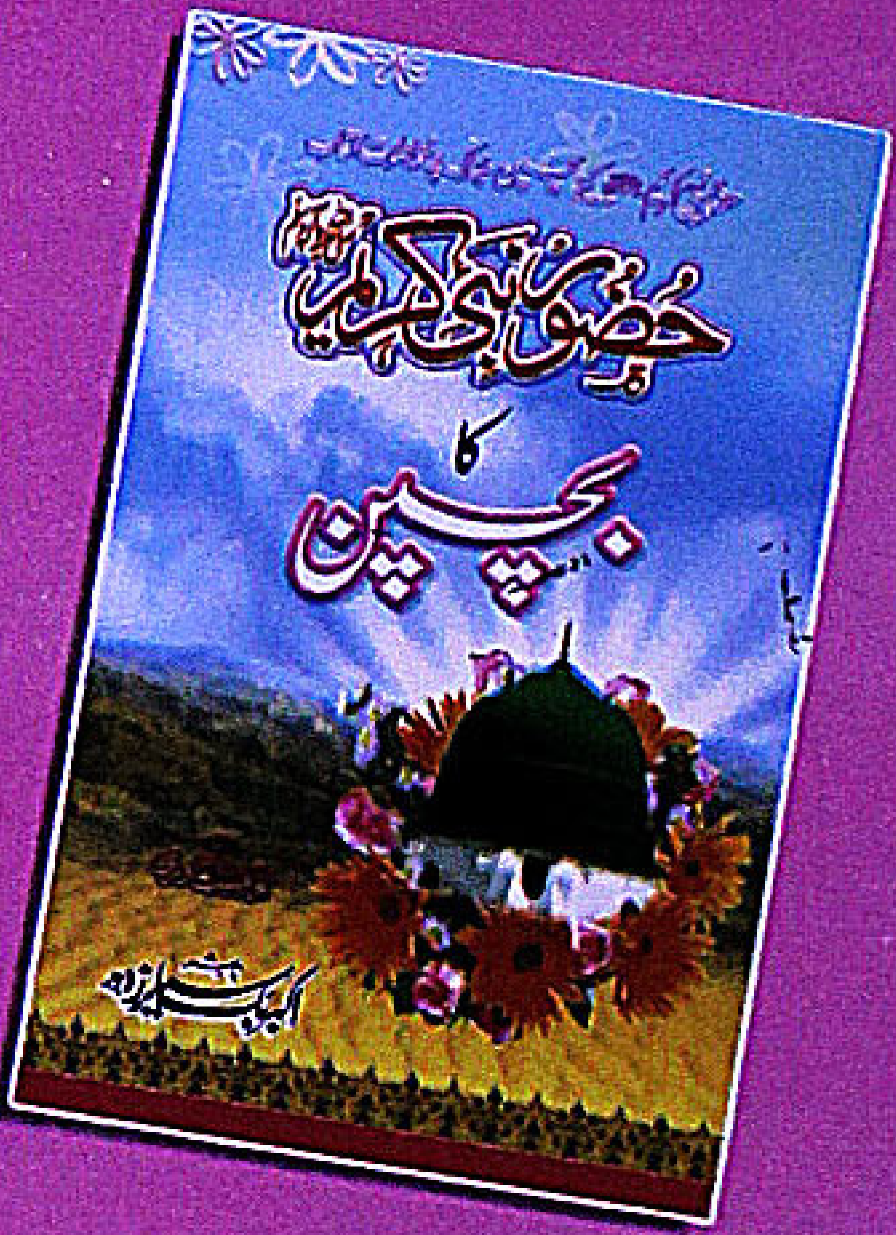
حضور نبی کریم ﷺ
کا
بچپن

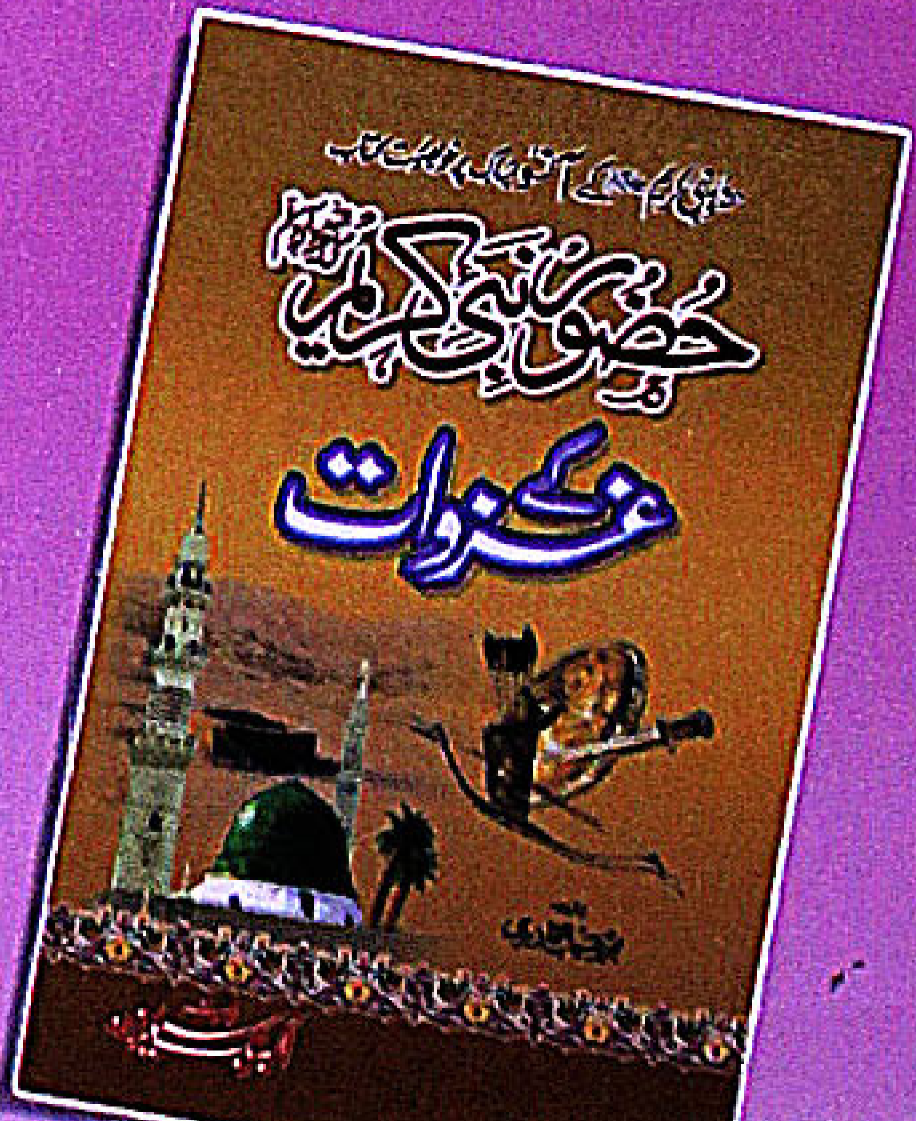
حضور نبی کریم ﷺ
کے غزوات

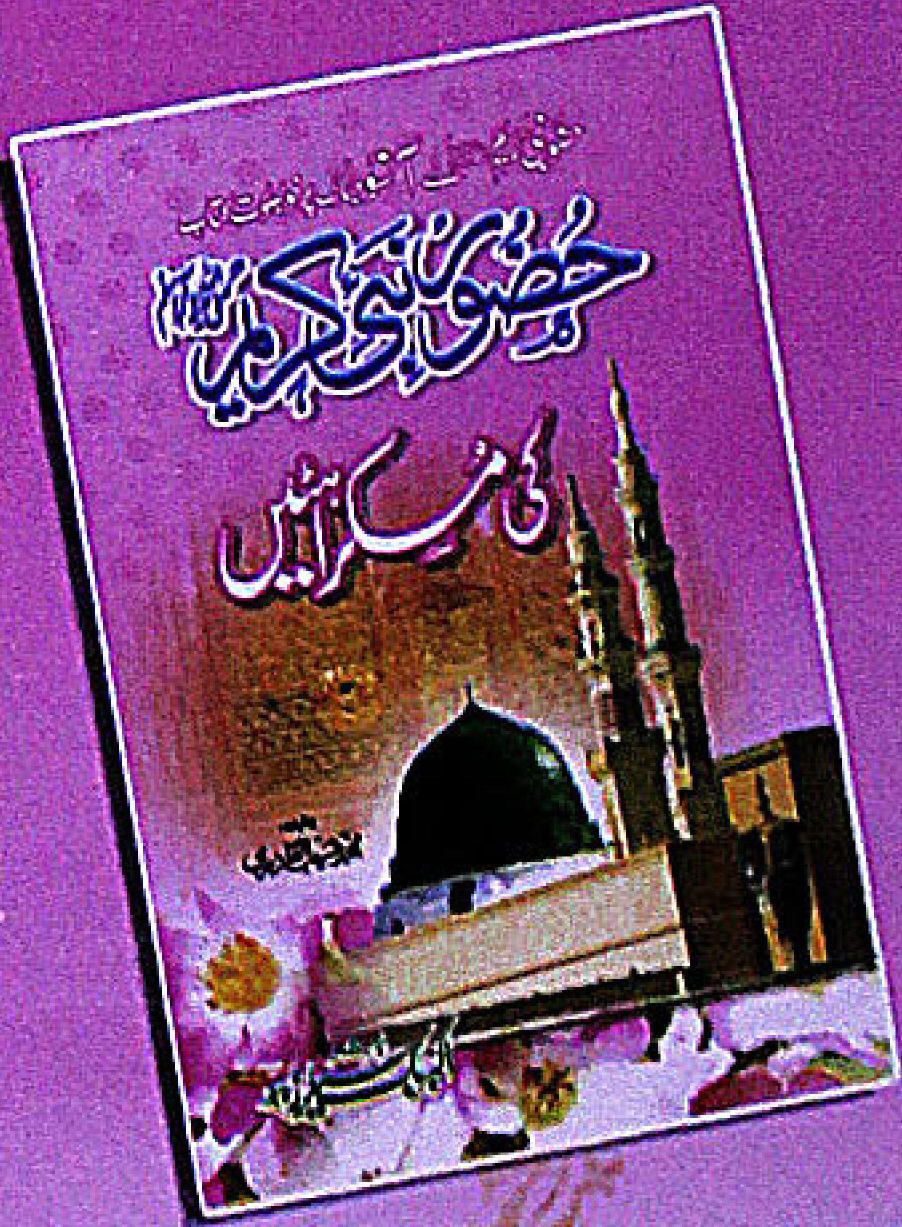
حضور نبی کریم ﷺ
کی مسکراہٹیں

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022